سفرنامہ زیاراتِ ترُکی

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

افتخار احمد حافظ قادری

TURKISH EMBASSY
AMBASSADOR

Islamabad, May 19, 2010

Dear Mr. Hafiz Qadri,

I am in receipt of your letter together with different spiritual books written in Arabic and Urdu including your own book titled *"Ziyarat-e-Turkey"* and would like to extend my thanks and appreciation to you for your thoughtful gesture in sending these to me.

As you know very well that Maulana Jelaluddin Rumi is Allama Mohammad Iqbal's great master whom he calls "Pir-i Rumi (The master from Anatolia); and he names himself as "Murid-i- Hindi (The Indian disciple)". In his *Asrar-o-Rumuz* Iqbal claims, "The saint Rumi has changed my earth into an elixir and out of my dust has produced many splendours". It means that there is a great impact of Rumi on Iqbal's spiritual teachings. When we study Rumi and Iqbal side by side, we find two bodies in one shirt. This is only one aspect of the historic bonds that so fortunately exists between our two brotherly countries. I am sure that your religious travelogue will be beneficial for the Pakistani Urdu readers who feel their visit to Turkey unachieved, unless they pay a visit to the holy mausoleums of Hazrat Maulana Jalaluddin Rumi in Konya and Hazrat Ayub Ansari, in Istanbul.

While thanking you once again for your kind gesture, I would like to convey to you my best wishes for your health, happiness and continued success.

Sincerely yours,

M. Babür HIZLAN

Mr. Iftikhar Ahmed Hafiz Qadri
House No. 999/A-6,
Street No. 9, Afshan Colony,
RAWALPINDI

ٹیلیفون : ۹۲۱۴۸۵۶
فیکس : ۹۲۰۵۸۳۳

نمبر: ۱(۱)/ایم آر اے/۲۰۱۳
وزارت مذہبی امور
حکومت پاکستان

اسلام آباد: ۰۸ جولائی ۲۰۱۳ء

مکرم ومحترم جناب افتخار احمد قادری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی طرف سے ترکی میں زیارتِ مقدسہ پر آپکی تصنیف کا تحفہ موصول ہوا۔ یہ انتہائی مفید اور ایک ایمان افروز کاوش ہے۔ یاد آوری کا بہت بہت شکریہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارخیر پر اجرعظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام

نیازمند

(سردار محمد یوسف)

جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب
ہاؤس نمبر A/6-999 سٹریٹ نمبر 9،
افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

نکہت گل کی طرح پاکیزہ ہے اِس کی ہوا
تربت ایوبِ انصاری رضی اللہ عنہ سے آتی ہے صدا
اے مسلماں! ملتِ اسلام کا دل ہے یہ شہر
سینکڑوں صدیوں کے کشت وخون کا حاصل ہے یہ شہر
(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

خوشا قسمت کہ جس کی حضرتِ رُومی رضی اللہ عنہ سے نسبت ہے
بھرا نورانیت سے اُس کا دامانِ عقیدت ہے

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

خصوصی تذکرہ : ❁ میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
❁ قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ
تحریر وتحقیق : افتخار احمد حافظ قادری شاذلی
پیشکش : سیّد حسنین محی الدین گیلانی رزاقی
عبدالرؤف قادری شاذلی
تاریخ اشاعت : جمادی الثانی 1438ھ/ مارچ 2017ء
تعداد اشاعت : 450
کمپوزنگ/ڈیزائنگ : شیخ حفیظ الرحمٰن
ہدیہ : -/350 روپے
رابطہ : 0344-5009536

مزین ہے سفرنامہ یہ ذکرِ پیر رُومی رضی اللہ عنہ سے
فضیلت ارضِ ترکی کی بڑھی جن کی بدولت ہے

اِس بابرکت کتاب کو اپنے مرحوم والدین کے نام کرتا ہوں کہ جن کی دُعاؤں کے طفیل مجھے ایسے رُوح پرور کام کرنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس بابرکت ورُوحانی کتاب کے وسیلۂ جلیلہ سے اُن کی اور سرکارِ مدینہ ﷺ کی ساری اُمت کی بخشش ومغفرت فرمادے۔

آمین بجاہِ سیدالمرسلین ﷺ

گدائے درِ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی بن حافظ فقیر محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
انتساب کتاب	3
مقدمہ	7
استنبول	11
فتح قسطنطنیہ کی بشارتِ نبوی ﷺ	14
رنگین تصاویر	17
آستانہ خلافتِ عثمانیہ	25
منقبت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	32
خصوصی تذکرہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	33
مزارِ مبارک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	46
استنبول میں مزاراتِ صحابہ کرام	53
درگاہ سید نورالدین الجراحی رضی اللہ عنہ	54
طوپ قاپی پیلس میں تبرکاتِ نبویہ ﷺ و تبرکاتِ مقدسہ	57
مزارِ مبارک سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ	73
مساجد استنبول	74
مسجد خرقہ شریف	74
مسجد فاتح	76

عنوان	صفحہ
مسجد سلیمانیہ	76
مسجد سلطان احمد	77
مسجد بیبک	78
عکس مسجد حضرت ابوایوب انصاری ؓ	79
ایاصوفیہ	80
سلطان سلیمان القانونی	82
سلطان سلیم ثانی	83
سلطان مراد ثالث	83
سلطان محمود ثانی	83
سلطان عبدالمجید	83
شہرادرنہ	87
ادرنہ کی مسجد سلیمیہ	89
ادرنہ کی مسجد ایسکی	89
ادرنہ کی مسجد شریفی	90
ادرنہ میں بایزید کمپلیکس	90
برصہ	91
برصہ کی جامع مسجد	95
انقرہ	97

سفرنامہ زیارات ترکی

عنوان	صفحہ
زیارات انقرہ	102
خانقاہ قادریہ رفاعیہ میں محفل ذکر	106
قیصری	107
سید برہان الدین محقق ترمذی	112
خصوصی تذکرہ حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ	117
حضرت مولانا روم کی زیارت کی فضیلت	121
حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی فضیلت	121
حضرت مولانا روم کی اولاد اور سلسلۂ سجادگی	125
حضرت مولانا روم کے موجودہ سجادہ نشین	125
بارگاہِ رومی ؒ میں **خصوصی حاضری کا شرف**	128
حضرت مولانا روم ؒ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک	129
حضرت حسام الدین چلپی ؒ	131
مثنوی میں عشق رسول ﷺ کی جھلکیاں	132
حضرت صلاح الدین زرکوب ؒ	137
تبرکات نبویہ ﷺ	140
تبرکات حضرت مولانا روم ؒ	140
حضرت مولانا شمس الدین تبریزی ؒ	141
کتاب ہذا پر منظوم تاثرات وقطعاتِ تاریخ	150

مقدمہ

عاشقِ رسول ﷺ وصاحبِ دلائل الخیرات سیدنا محمد سلیمان الجزولی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ مبارک ہے کہ آپ اولیائے کرام کی زیارت کو اپنا معمول بنالیں۔

عَلَيْكُمْ زِيَارَةُ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ.

اولیاء اللہ اور اُن کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت ہمارے اسلاف کی سنت ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، امام الائمہ اور عظیم فقیہ ہونے کے باوجود اولیاء اللہ اور درویشوں کی خدمت میں حاضری دیتے کیونکہ اہل اللہ کی صرف زیارت ہی ہر سوال کا جواب ہوتی ہے اور اُن کی وساطت سے ہر مشکل حل ہوجاتی ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوتے تو سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ اولیاء اللہ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد اُن کی بارگاہوں میں حاضری بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کسی صورت میں رائیگاں نہیں فرماتے۔ بے شک ہم کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہوں؟ وہ اپنے مقبول بندوں کے وسیلہ سے ہم جیسے گناہ گاروں کی دُعائیں بھی قبول فرماتا ہے۔

پوری اُمتِ مسلمہ کا اِس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندوں کے روحانی تصرفات میں اِس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیک روحیں اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اُس کے فضل واحسان سے آفاقِ عالم میں چکر لگاتی رہتی ہیں اور بمطابق ضرورت وہ اہلِ حق کی تائید اور امداد بھی فرماتی ہیں۔ ان نیک بخت رُوحوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرنے کے لئے سعادت مند افراد اُنہیں ایصالِ ثواب کرتے ہیں، اُن

کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں اور اچھے الفاظ میں اُن کا تذکرہ کرکے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کے حق دار بنتے ہیں۔

یہی وہ ہستیاں ہیں کہ جن کی معیت ورفاقت کے دائرے میں اپنے آپ کو لانے کا حکم قرآن پاک ہمیں ان الفاظ میں دیتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

(اے ایمان والو! تقویٰ خداوندی کے ساتھ سچے لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ)

یہی وہ اولیائے کاملین ہیں کہ جن کے بارے میں کہا گیا ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر ان اللہ والوں کی صحبت نصیب ہوجائے تو پھر اُس کے کیا کہنے! کیونکہ یہ صحبت تقرب الی اللہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یہ اہل اللہ ہر دور میں موجود رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے کیونکہ دنیا میں اگر اللہ والے نہ ہوتے تو پھر یہ کون ومکان اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکتے تھے۔

زانکہ گر پیرے نہ باشد درجہان

نے زمین بر جائے ماند نے مکان

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تو اولیاء اللہ کی صحبت سے دور ہوگیا تو سمجھ لے کہ درحقیقت تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دور ہوگیا۔

چون شدی دُور از حضورِ اولیاء

در حقیقت گشتۂ دُور از خدا

قرآن پاک میں "سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ" زمین کی سیر و سیاحت کے ساتھ ایک دوسرے مقام پر "فَانۡظُرۡ اِلٰی اٰثٰرِ رَحۡمَتِ اللّٰہِ" اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے آثارِ مبارکہ کی زیارت کرنے کا بھی ارشادِ خداوندی موجود ہے جو اپنے اندر وسیع معارف و معانی کا ذخیرہ محفوظ کیے ہوئے ہے۔

دنیاوی اسباب کی موجودگی کے ساتھ اگر ذوق وشوق کی دولت بھی میسر ہو تو مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے ایک مرتبہ ترکی ضرور جانا چاہئے کیونکہ اس برادر اسلامی ملک کا ایک شہر (استنبول) تو سرکارِ مدینہ ﷺ کی بشارت کا ثمر ہے۔ اور ایک دوسرے شہر قونیہ شریف کو "مدینۃ الاولیاء" کا مقام و مرتبہ حاصل ہے۔

برادر ملک ترکی حنفی المسلک صحیح العقیدہ مسلمانوں کا زرخیز خطہ ہے اور ترکی کی عوام پاکستانیوں سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ اس ملک میں اولیائے کرام کے آستانے اور درگاہیں موجود ہیں جن سے لوگ آج بھی فیض حاصل کر رہے ہیں۔

ترکی میں زیاراتِ مقدسہ کے لئے اب تک چار مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ ان رُوحانی سفروں کے دوران ترکی کے کئی شہروں بالخصوص استنبول، قونیہ شریف، قیصری، کرامان، انقرہ، برصہ اور ادرنہ میں موجود زیاراتِ مقدسہ اور صوفیائے کرام کے آستانوں پر حاضری کے علاوہ ترکی میں موجود مشائخِ عظام سے بھی ملاقاتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔

کتاب ہذا میں انہی چار سفروں کے دوران زیاراتِ مقدسہ پر حاضریوں کی رُوداد کو یکجا شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس میں دو عظیم شخصیات مبارکہ میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور

قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رُومی رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تذکرہ کتاب کی زینت بنا ہوا ہے۔

نومبر 2012ء کا سفرِ مقدس سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ، سدرہ شریف نقیب الاشراف سید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی اور آپ کے ولی عہد صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی کی ہمراہی میں طے ہوا اس لیے کتاب ہذا میں اس سفرِ مقدس کا رنگ اور تذکرہ غالب نظر آئے گا۔

بارگاہِ ربُّ العزت میں نہایت عجز و انکساری اور ادب سے شکر بجا لاتا ہوں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ اور اولیائے کاملین کے صدقے میں اس بندہ ناچیز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ ان نفوسِ قدسیہ کے ذکر کو عام کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش میں مصروف ہے کیونکہ بزرگوں کا ذکر کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ان اولیائے کاملین کہ جن کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا ہے اُنہی کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں بھی اُس خاص نظرِ کرم سے محروم نہ رکھے جو اُن پر رہتی ہے اور اُن بزرگوں کے احوال پر یہ تحریر میری بخشش و مغفرت کا سبب بن جائے۔

آمین بجاہِ سیدالمرسلین ﷺ

آپ کی دُعاؤں کا طالب

خاکپائے اہلِ بیت نبوی ﷺ

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی

استنبول

یوں تو پورے ملکِ ترکی میں ہر دور کے آثار متحیر کر دینے والے ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ شہر استنبول، قونیہ شریف، قیصری اور بُرصہ میں بے شمار مذہبی، روحانی اور تاریخی مقامات قابلِ دید ہیں۔ استنبول کئی صدیوں تک اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا ثقافتی مرکز رہا، اس شہر کے ایک گوشہ میں میزبان رسول ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں اور اسی خوبصورت شہر کے ایک عظیم عجائب گھر میں سب سے زیادہ تبرکاتِ نبویہ ﷺ محفوظ ہیں۔

فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد ثانی المعروف "فاتح" نے شہر ادرنہ سے آستانہ خلافت کو شہر استنبول منتقل کر لیا اور پھر صدیوں تک یہ سلاطینِ عثمانیہ کا آستانہ خلافت رہا۔

شہر استنبول دنیا کا وہ واحد شہر ہے جو دو براعظموں (ایشیاء اور یورپ) میں واقع ہے اور موقع و منظر کے اعتبار سے کوئی دوسرا شہر اس کا ثانی نہیں۔ استنبول تاریخ عالم کا وہ شہر ہے جو تین عظیم سلطنتوں کا پایۂ تخت رہا۔ جن میں 330ء سے 395ء تک رومی سلطنت، 395ء سے 1453ء تک بازنطینی سلطنت اور 1453ء سے 1923ء تک سلطنت عثمانیہ میں شامل رہا۔

29 مئی 1453ء سلطنت عثمانیہ کے خلیفہ سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں بازنطینی سلطنت کے ساتھ قسطنطین یازدہم کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوا اور مرکزی گرجے "ایاصوفیہ" کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔

شاعرِ مشرق حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجموعہ کلام "بانگِ درا" میں قسطنطنیہ کو ملتِ اسلامیہ کا دل قرار دیا ہے اور اس عظیم شہر کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

خطۂ قسطنطنیہ یعنی قیصر کا دیار ! ! !

مہدیٔ اُمت کی سطوت کا نشانِ پائیدار

صورتِ خاکِ حرم یہ سرزمیں بھی پاک ہے

آستانِ مسند آرائے شہِ لولاک ﷺ ہے

یہ ہی وہ قسطنطنیہ ہے جس کے فاتح لشکر کے لئے ساتویں صدی عیسوی ایک قافلہ روانہ ہوا تھا اس میں صحابی رسول ﷺ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دورانِ راہ آپ بیمار ہوگئے اور وصیت فرمائی کہ اگر اس سفر کے دوران میرا انتقال ہو جائے تو میرے جسم کو ساتھ لے جا کر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دینا۔ چنانچہ راستے میں ہی آپ کا وصال ہو گیا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے جسدِ اطہر کو قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دیا گیا۔

مرورِ زمانہ کے ساتھ آپ کی قبر مبارکہ کا ظاہری نشان باقی نہ رہا۔ پندرھویں صدی عیسوی میں جب سلطان محمد الفاتح کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوا تو سلطان نے حکم دیا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک تلاش کیا جائے تا کہ اس پر ایک بہترین مزار مبارک تعمیر کروایا جائے جس پر آپ کے روحانی استاد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی قبر اقدس کی نشاندہی فرمائی اور پھر اس مقام پر سلطانِ وقت نے ایک عظیم عمارت تعمیر کروائی۔

فتح قسطنطنیہ کی بشارتِ نبوی ﷺ

استنبول کا قدیم نام قسطنطنیہ تھا۔ جس کی بنیاد بازنطین کے نام سے 658 قبل مسیح رکھی گئی۔ اس شہر کے اور بھی کئی نام رکھے گئے لیکن جب 330 عیسوی میں رومی بادشاہ "قسطنطین" نے اس خوبصورت شہر کے جغرافیائی محل وقوع کی اہمیت کے باعث اس شہر کو بازنطینی عیسائی سلطنت کا دارالحکومت قرار دیا تو اُسی بادشاہ "قسطنطین" کے نام سے اس شہر کا نام قسطنطنیہ مشہور ہو گیا۔

سرکارِ مدینہ سید الاولین والآخرین ﷺ نے ایک دن صحابۂ کرام کی بابرکت محفل میں شہر قسطنطنیہ کی فضیلت اور اُس کی فتح کی بشارت دیتے ہوئے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا

"لَتُفْتَحُنَّ الْقُسْطُنْطُنِيَه فَلَنِعْمَ الْاَمِيْرُ اَمِيْرُهَا وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ" (مسند احمد، المستدرک)

تم ایک دن قسطنطنیہ کو فتح کرلو گے، اس فاتح لشکر کا سپہ سالار، کیا خوب سپہ سالار ہوگا! اور وہ فوج بھی کیا عجب شان والی فوج ہوگی۔

ایک دوسری حدیثِ مبارکہ جس کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی محدثین نے ذکر فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ" لَّهُمْ

میری امت کی پہلی فوج جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گی اسے بخش دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الجہاد، باب ماقیل فی قتالِ الروم حدیث رقم2766)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی اس بشارتِ مبارکہ کی تکمیل کیلئے اس عظیم و تاریخی اہمیت کے حامل شہر کو فتح کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں عظیم و مقتدر صحابہ کرام پر مشتمل ایک لشکر 48 ہجری / 668 عیسوی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں براستہ ملاطیہ، قیصریہ، عموریہ، اُسکی شہر روانہ ہوا۔ طویل محاصرے کے باوجود اس لشکر کے ہاتھوں یہ شہر فتح نہ ہو سکا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ سعادتِ عظمیٰ کسی اور کی قسمت میں لکھی جا چکی تھی۔ اس لشکرِ مبارک میں میزبانِ رسول ﷺ حضرت خالد بن زید ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ دورانِ سفر بیمار ہوئے اور آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر اس سفر میں میرا انتقال ہو جائے تو میرے جسم کو ساتھ لے جا کر شہرِ قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دینا اور پھر ایسا ہی ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسدِ اطہر کو قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دیا گیا۔

عہد صحابہ کرام میں مذکورہ لشکر کے علاوہ دو مرتبہ اس شہر پر لشکر کشی ہوئی۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا، ہشام بن عبدالملک نے 121 ہجری میں، عباسی دورِ حکومت میں خود عباسی خلیفہ کی زیرِ قیادت 164 ہجری میں، پھر 182 ہجری میں حملے کیے گئے۔

خود عثمانی ترکوں نے اس شہر کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن کسی کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی حتیٰ کہ سلطان مُراد دوم کا دورِ حکومت آ گیا جو فتح قسطنطنیہ کے بارے میں بہت زیادہ متفکر اور دلچسپی رکھتا تھا۔ اُس نے اپنے وقت کے ولی کامل حضرت حاجی

بہرام ولی رضی اللہ عنہ سے اس متعلق دریافت کیا جس پر حاجی بہرام ولی نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالٰی کی طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے، نہ ہی تو، تُو فتح کرے گا اور نہ ہی میں، بلکہ یہ بچہ جو اس وقت جھولے میں ہے یہ بڑا ہو کر قسطنطنیہ فتح کرے گا، لیکن اُس وقت نہ ہی میں اور نہ ہی تُو، زندہ ہوں گے، لیکن میرا یہ شاگرد آق شمس الدین اس وقت موجود ہو گا۔

سلطانِ وقت اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور اُس کے بعد اُس نے بچے کا بھی بہت زیادہ احترام کرنا شروع کر دیا۔ وہ بچہ سلطانِ وقت سلطان مُراد ثانی کا بیٹا تھا جس کا نام "محمد" تھا۔

سلطان مراد ثانی کی وفات کے بعد سلطان محمد ثانی نے 1451 عیسوی میں خلافت سنبھالی اور صرف دو سال بعد ہی اپنے روحانی استاد و بزرگ حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کے نتیجے میں محاصرہ قسطنطنیہ کے بعد 29 مئی 1453ء کو سمندر کے راستے فوجیں داخل کر کے تاریخی فتح کا تاج اپنے سر سجا لیا۔

سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی حدیث مبارکہ کے مصداق ٹھہرے اور پھر ساری دنیا میں "فاتح" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد ثانی نے اسلام کی نامور ہستیوں میں ایک ممتاز شخصیت کی حیثیت اختیار کر لی۔ سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ علیہ نے 3 مئی 1481ء کو اس دنیا آب و گل کو الوداع کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک استنبول کے علاقہ "الفاتح" میں مرجع خلائق ہے اور لائق زیارت ہے۔

اللہ تبارک و تعالٰی اُن کی قبرِ مبارک پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ
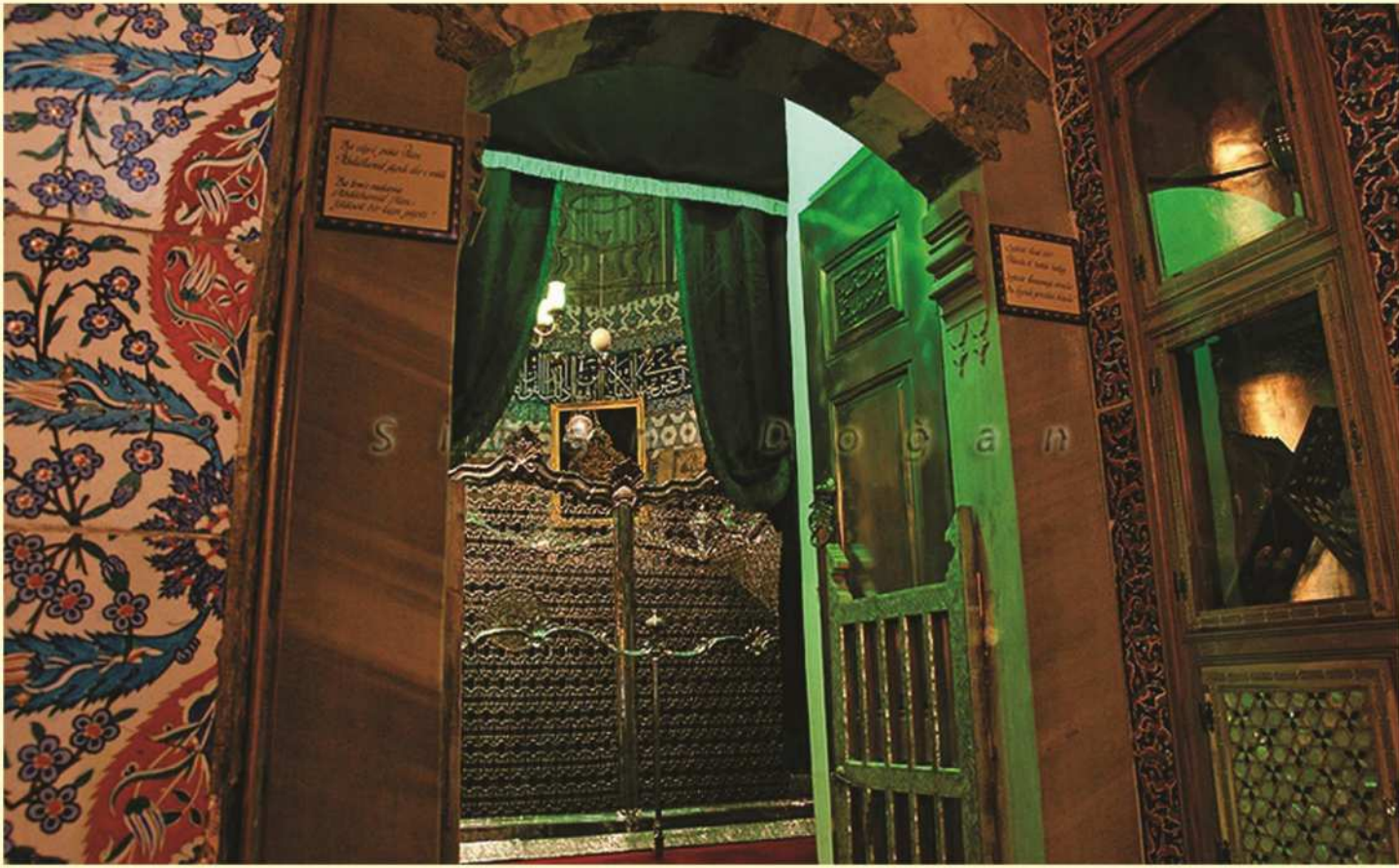
شہر استنبول میں مزار پُر انوار میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
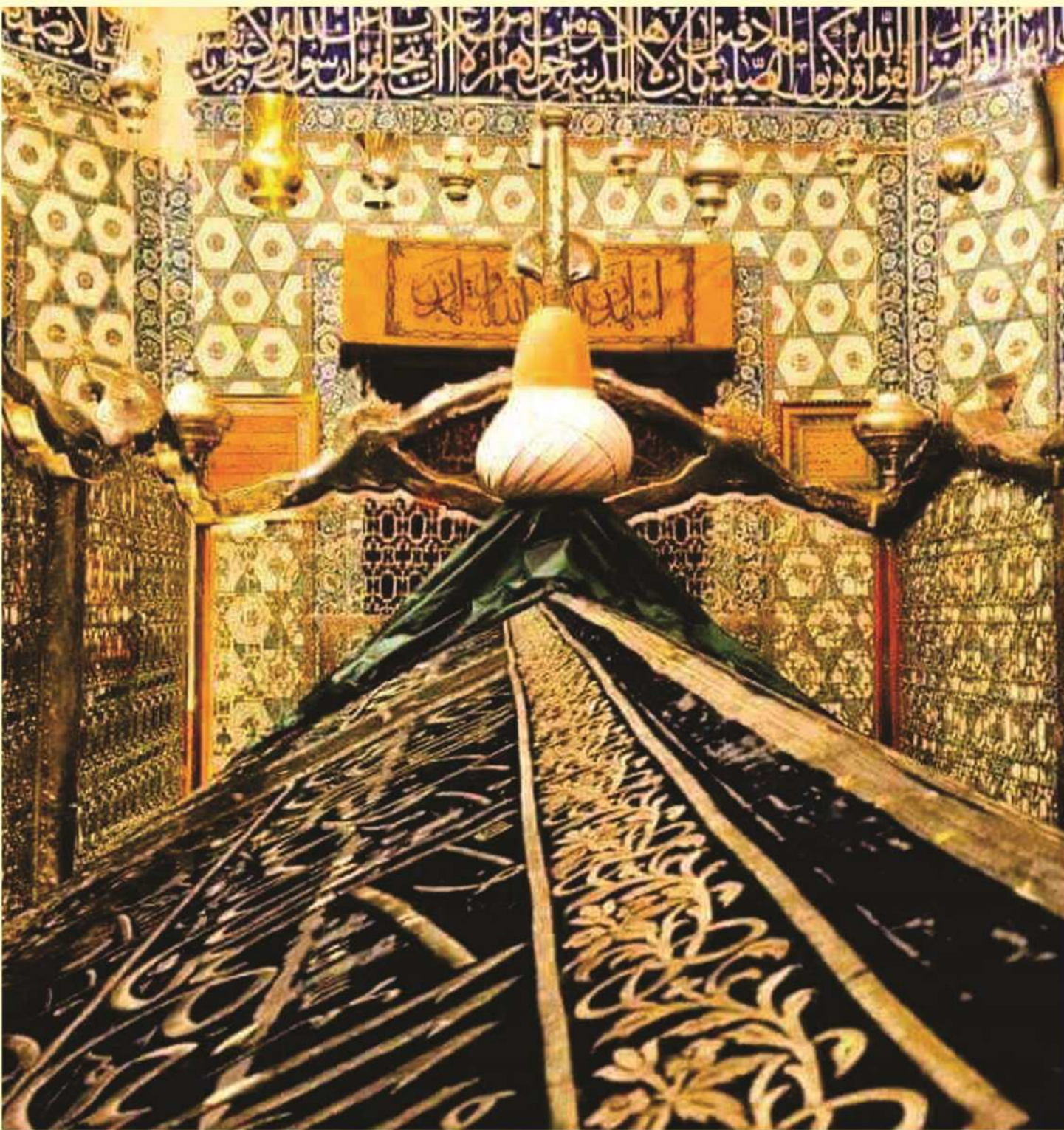
طوپ قاپی پیلس (استنبول) میں تبرکات نبویہ ﷺ ومقدسہ
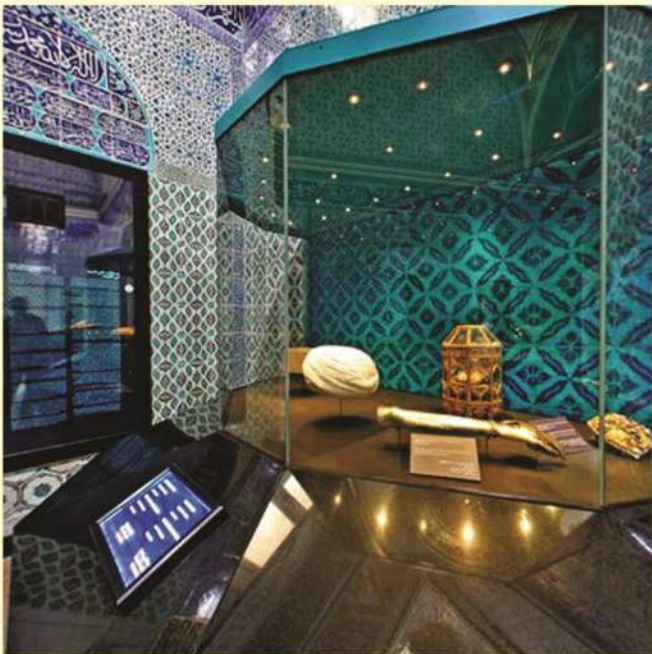
مزارِ مبارک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی دیوار میں نقش پا صلی اللہ علیہ وسلم

استنبول میں ''ایا صوفیہ'' کا اندرونی خوبصورت منظر

مسجد فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ

مزارِ مبارک فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ

شہر انقرہ میں مزارِ مبارک سرخیلِ سلسلہ بیرامیہ حضرت حاجی بیرام ولی رحمۃ اللہ علیہ

مزارِ مبارک حضرت حاجی بیکتاش ولی رحمۃ اللہ علیہ
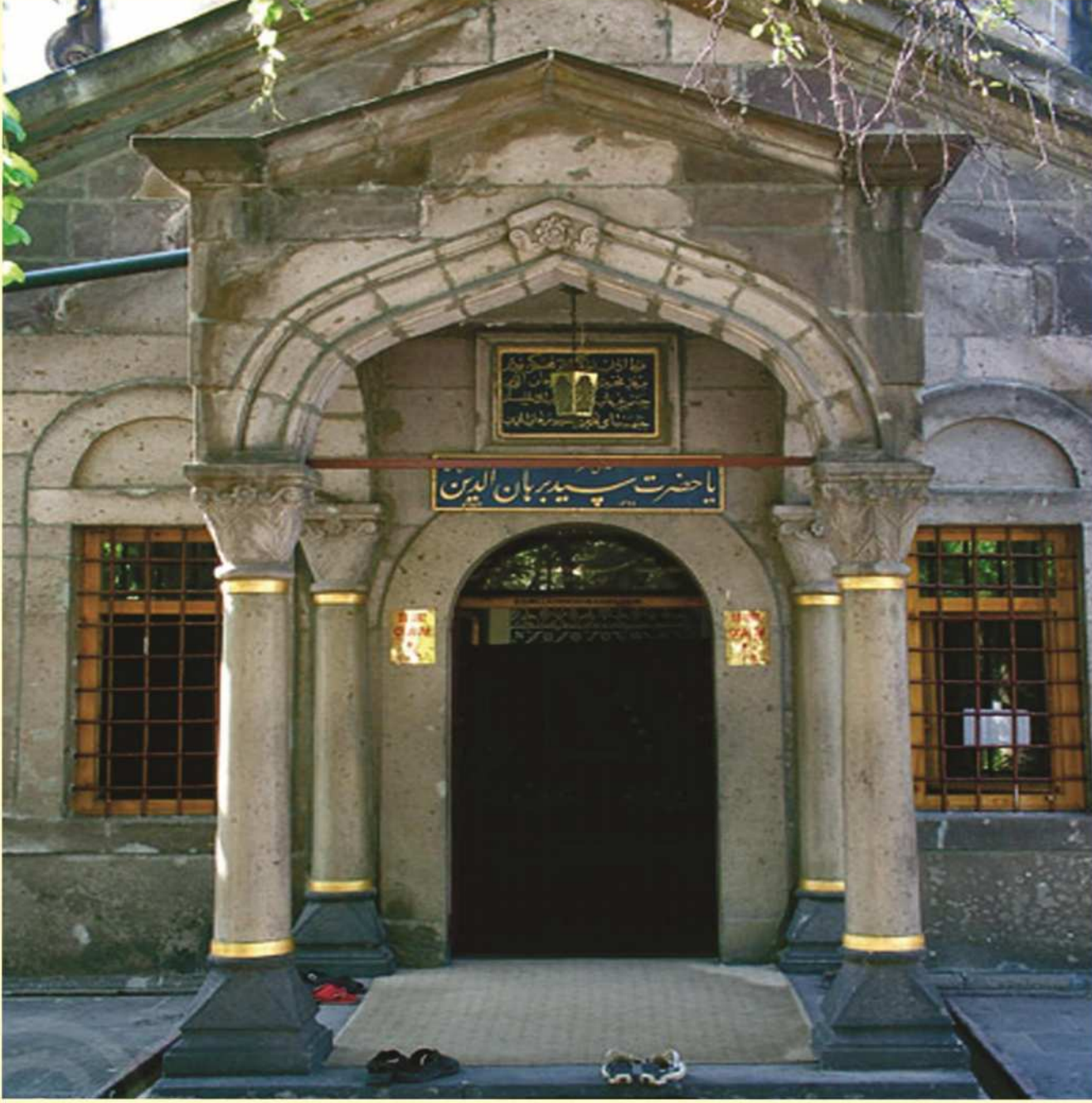
قیصری میں مزارِ مبارک حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ

شہر کرامان میں مزارِ مبارک والدہ ماجدہ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ
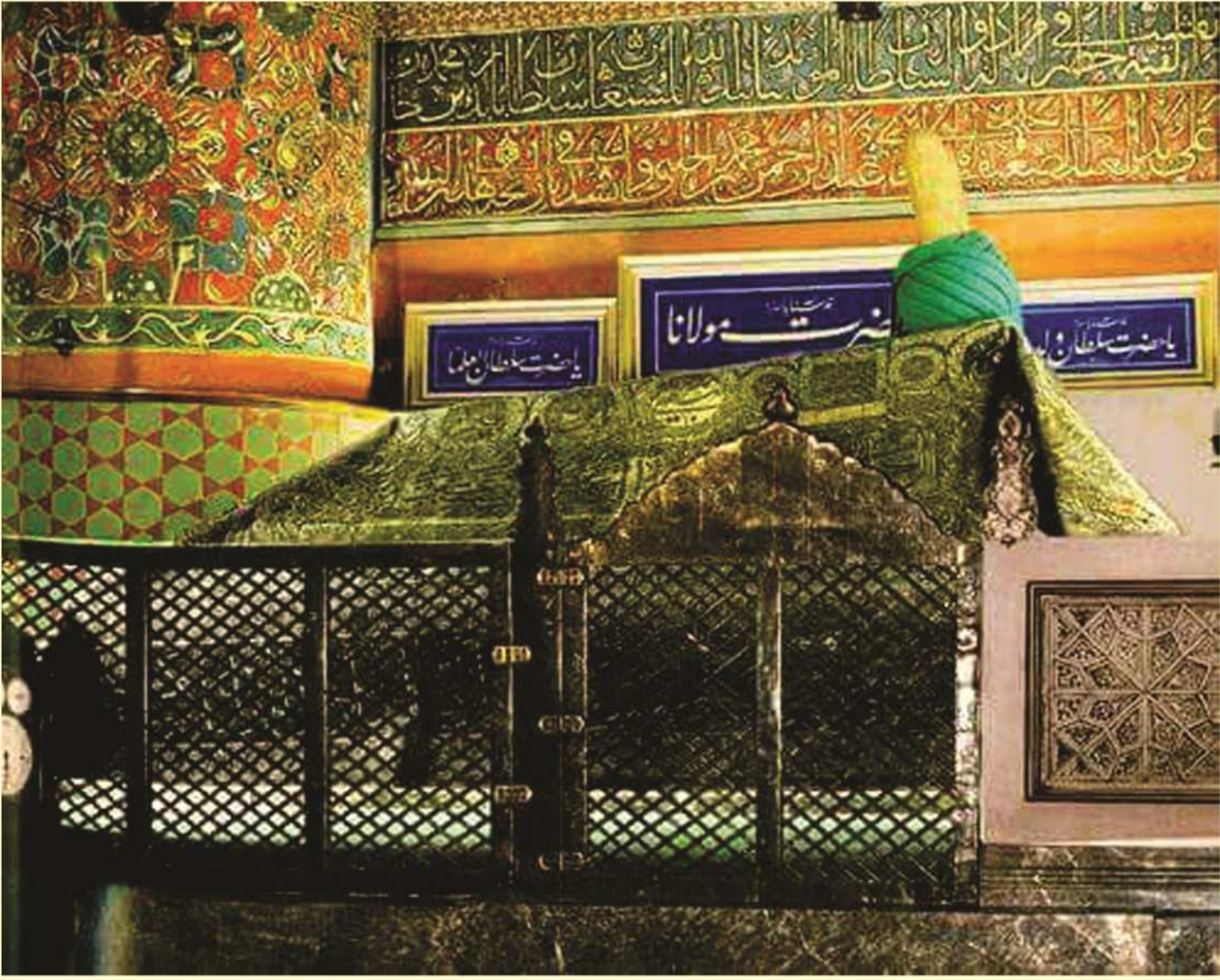
مزارِ پرانوار حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

مزارِ مبارک حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ

آستانۂ خلافتِ عثمانیہ

فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے یہ اعلان فرمایا کہ آج سے اس شہر کا نام قسطنطنیہ کی بجائے اسلام بول ہوگا یعنی یہ اسلام کا مرکز اور محور ہوگا۔ جو بعد میں استنبول بن گیا مگر اس کا معنی وہی ہے۔ یہ شہر خلافتِ عثمانیہ کا آستانہ (مرکز) بنا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عثمانیوں کو پورے عالم اسلام پر حکومت کا شرف عطا فرمایا۔ (سلاطینِ عثمانیہ کا پہلا آستانہ خلافت "بُرصہ"، دوسرا "ادرنہ"، تیسرا اور آخری آستانہ خلافت "استنبول" تھا)۔

اسی آستانہ خلافتِ عثمانیہ میں موجود تبرکات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے ہم رختِ سفر باندھ چکے تھے۔ سید عفیف الدین گیلانی حموی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کیلئے یک توت پشاور پہنچے۔ شہزادۂ غوث الثقلین کے برادران سید منور شاہ گیلانی اور سید جواد شاہ گیلانی نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اور پھر مزار اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کرنے کے بعد رات کا کھانا تناول کیا اور آٹھ بجے کے قریب پشاور سے براستہ موٹروے راولپنڈی کیلئے روانہ ہوئے۔

راولپنڈی میں شہزادۂ غوث الثقلین کے خلیفہ ومتولی درگاہِ سدرہ شریف جناب حاجی حمید اللہ صاحب نے ایک ریسٹ ہاؤس میں رات کے مختصر قیام کیلئے انتظام کیا ہوا تھا۔ ہمارے پہنچنے سے قبل کچھ مہمان حضرت صاحب سے ملاقات کے منتظر تھے۔ آپ نے اُن سے ملاقات فرمائی، اسی دوران ریسٹ ہاؤس کے کچھ اعلیٰ افسران وعملہ بھی آ گیا۔ شہزادۂ غوث الثقلین اُن سے بھی نہایت محبت واحترام سے ملے اور ساڑھے تین بجے صبح تیار ہوکر بینظیر انٹرنیشنل ایئرپورٹ اسلام آباد روانہ ہوئے۔

اسلام آباد ایئرپورٹ پر وفاقی وزیر ریلوے جناب غلام احمد بلور صاحب نے نمائندگی کیلئے اپنے پروٹوکول آفیسر جناب محمد اعجاز صاحب کو بھیجا ہوا تھا، جنہوں نے شہزادۂ غوث الثقلین کو خوش آمدید کہا اور ملاقات کے بعد وہ آپ کو راول لاؤنج میں لے گئے۔

ایئرپورٹ کی ضروری کارروائی کے بعد لاؤنج میں نماز فجر ادا کی۔ سب احباب نے مل کر شہزادۂ غوث الثقلین کے ہمراہ چائے نوشِ جان کی، اسی دوران ندا گونجی کہ "اسلام آباد سے استنبول جانے والی ٹرکش ایئرلائن کی پرواز TK-711 روانگی کیلئے تیار ہے، مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ جہاز پر تشریف لے جائیں"۔

شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا کے ساتھ احباب کو الوداع کہا، اپنا دستی سامان اُٹھاتے ہوئے لاؤنج سے باہر آئے اور ایک گاڑی میں سوار ہوکر جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاز چھوٹا تھا جو تقریباً مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد جہاز کے کپتان کی طرف سے اعلان ہوا کہ جہاز ٹیک آف کیلئے تیار ہے اور ٹیکسی کرتا ہوا مین رن وے کی طرف روانہ ہوا۔

ہم دُعائے سفر پڑھتے رہے اور عین مقررہ وقت پر جہاز اسلام آباد سے آستانہ خلافت استنبول کی طرف پرواز کرنے لگا۔

استنبول دنیا کا وہ واحد خوبصورت اسلامی شہر ہے جو دو براعظموں (ایشیا اور یورپ) کے درمیان واقع ہے۔ منظر اور موقع کے اعتبار سے کوئی دوسرا شہر اس کا ثانی نہیں۔ استنبول شہر دو حصوں میں منقسم ہے، درمیان میں بحیرۂ باسفورس ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور اس بحیرہ کو عبور کرنے کیلئے ہر وقت دونوں جانب بحری جہاز اور کشتیاں تیار رہتی

ہیں۔استنبول کی بلند و بالا عمارات اور سربہ فلک مساجد کے مینار اور بحیرۂ باسفورس کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی دلکش لہریں ایک پُر کیف اور خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں۔

میں ابھی انہی خیالوں میں گم تھا کہ ترکش ایئرلائن والوں کی طرف سے تواضع کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پہلے تو انہوں نے ایک Printed Menu تقسیم کیا، پھر تمام مسافروں کو ایک ایک گفٹ دیا گیا، سافٹ ڈرنکس اور پھر صبح کے ناشتے سے تواضع ہوئی اُس کے بعد چائے اور کافی بھی پیش کی گئی۔ اسلام آباد سے استنبول فلائیٹ ٹائم تقریباً 6 گھنٹے ہے۔

دورانِ سفر جہاز کا کپتان وقفے وقفے سے ہم سے مخاطب رہا اور جہاز جن جن ملکوں اور شہروں کے اوپر سے گزر رہا تھا، اُن کی نشاندہی کرتا رہا اور یہ تفصیل اندر فکسڈ سکرینوں پر بھی نظر آ رہی تھی۔

ترکی کے موجودہ نقشہ پر نظر دوڑائیں تو آپ کو یہ ایک مستطیل شکل میں نظر آئے گا۔ جس کے ایک طرف ایران، عراق اور شام واقع ہے، اس سے آگے کی طرف آرمینیہ، آذربائیجان اور جورجیہ ہیں، بقیہ اطراف کو تین بڑے سمندروں نے گھیر رکھا ہے۔ ایک طرف بحرِ اسود (Black Sea) ہے تو دوسری طرف بحیرہ روم (Mediterranean Sea) اور تیسری طرف بحرِ ایجین (Aegean Sea) اپنا دلکش نظارہ پیش کر رہا ہے۔

استنبول شہر کے درمیان سے گزرنے والی آبنائے باسفورس دنیا کی اہم تجارتی گزرگاہ ہے جو براعظم یورپ اور ایشیا کو جدا کرتی ہے۔ ایک حصہ یورپ میں شامل ہونے کے باعث ترکی کی سرحدیں بلغاریہ اور یونان سے ملتی ہیں۔

ترکی جغرافیائی طور پر سات حصوں (Regions) میں تقسیم ہے۔

1- سینٹرل اناطولیا ریجن (Central Anatolia Region)

جس کے مشہور شہر انقرہ، سیواس، قیصری، نوشہیر، قونیہ اور کرامان ہیں۔

2- مشرقی اناطولیا ریجن (East Anatolia Region)

جس کے مشہور شہر ملاطیہ، ارضِ روم، قارس، وان اور ہکاری ہیں۔

3- جنوب مشرقی اناطولیا (South Eastern Anatolia)

جس کے مشہور شہر دیاربکر، ماردین اور بٹ مان ہیں۔

4- بحر اسود ریجن (Black Sea Region)

جس کے مشہور شہر سامسون، اماسیہ، طربزون اور سینوپ ہیں۔

5- بحر روم ریجن (Mediterrarian Region)

جس کے مشہور شہر انطالیہ، اسپارٹا، غازی عنتاپ اور عدنہ ہیں۔

6- ایجن ریجن (Aegen Region)

جس کے مشہور شہر ازمیر، بدروم، مغلا، ڈینزلی اور افیون ہیں۔

7- مارمارا ریجن (Marmara Region)

جس کے مشہور شہر استنبول، ادرنہ، برصہ اور ازمت ہیں۔

الحمدللہ! مارمارا ریجن کے مشہور شہروں میں موجود مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ استنبول کا نقشہ ذہن میں گردش کر رہا تھا کہ کانوں میں آواز پڑی، جہاز لینڈنگ کیلئے تیار ہے۔ اتنے طویل وقت کا کچھ پتہ ہی نہ چلا اور ہم آستانہ خلافت عثمانیہ کے اوپر پرواز کر رہے تھے، چندہی لمحوں میں جہاز کے ٹائرن

وے پر لگے اور الحمدللہ! ہم استنبول ایئر پورٹ پر لینڈ کر گئے۔

استنبول ایئرپورٹ کا شمار دنیا کے بڑے، خوبصورت اور مصروف ترین ایئرپورٹس میں ہوتا ہے۔ استنبول اتاترک ایئرپورٹ پر طیارے لینڈ نہیں کرتے بلکہ گھنے بادلوں کی طرح برستے ہیں۔ تقریباً ہر دو یا تین منٹ میں ایک طیارہ ٹیک آف کرتا اور ایک طیارہ لینڈ کرتا ہے۔ جہاز ایک خوبصورت ٹنل کے ساتھ آ لگا۔

ہم شہزادۂ غوث الثقلین کے پیچھے امیگریشن ہال میں داخل ہوئے۔ بے شمار کاؤنٹرز ہونے کی وجہ سے امیگریشن کی کارروائی میں صرف چند منٹ لگے اور ہم سامان والے ہال میں پہنچ گئے۔ استنبول ایئرپورٹ اتنا طویل و عریض ہے کہ چلتے چلتے آدمی تھک جاتا ہے، لیکن صفائی، خوبصورتی اور اعلیٰ سہولیات میں منفرد مقام رکھتا ہے۔

اِس اثناء میں کئی اور پروازیں بھی لینڈ کر چکی تھیں اور ہال میں مسافروں کی آمد بڑھتی جا رہی تھی۔ کراچی سے بھی ایک فلائیٹ لینڈ کر چکی تھی جس میں سیٹھ عبدالوحید صاحب کے صاحبزادے محمد جواد صاحب آ رہے تھے۔ سیٹھ صاحب نے شہزادۂ غوث الثقلین کی خدمت گزاری کیلئے خود آنا تھا لیکن اُن کے ویزا میں کچھ دیر تھی جس وجہ سے اُنہوں نے اپنے بیٹے محمد جواد (جن کو ترکی زبان بھی آتی ہے) کو خصوصی طور پر شہزادۂ غوث الثقلین کی خدمت کیلئے روانہ کیا تھا۔ اُن سے ملاقات ہوئی، اسی اثناء میں سامان بھی آ گیا جس کو ٹرالیوں پر رکھ کر بیرونی دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔

استنبول ایئرپورٹ سے جیسے ہی باہر آئے تو احباب ہاتھوں میں گلدستے اور ہار سجائے شہزادۂ غوث الثقلین کے استقبال کیلئے موجود تھے، جن میں سرفہرست سید السادات حضرت السید الشیخ صباح احمد ابراہیم الحسینی القادری الرفاعی مدظلہ العالی،

سابقہ متولی و سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ، کاظمین شریف، بغداد، حضرت شیخ عمر ساریکایا الرفاعی، شیخ الطریقۃ القادریہ والرفاعیہ، انقرہ، الدرویش محمد انور الرفاعی اور سیٹھ عبدالوحید صاحب کے دوسرے صاحبزادے محمد مرتضیٰ (یونیورسٹی طالب علم، استنبول) مع اپنے دوسرے یونیورسٹی فیلوز تھے۔

شہزادۂ غوث الثقلین سے سب نے فرداً فرداً ملاقات کی، اس دوران جناب سید صباح احمد ابراہیم اور شیخ عمر الرفاعی نے شہزادۂ غوث الثقلین سے درخواست کی کہ وہ اُن کے مہمان بنیں، لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے استنبول کے کئی قادری شیوخ کی طرف سے بھی مہمان بننے کی دعوت تھی، لیکن میں نے پاکستان میں ہی سیٹھ عبدالوحید صاحب سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں استنبول میں اُن کی رہائش گاہ پر قیام کروں گا۔ لہٰذا استنبول میں سیٹھ عبدالوحید صاحب کے صاحبزادگان ہی ہمارے میزبان ہوں گے۔

استنبول ایئرپورٹ سے فراغت کے بعد یہ مختصر قافلۂ عشق و محبت مع استقبالی احباب، گاڑیوں میں سوار ہوا اور علاقہ شیشلی Sisli مجیدی کوی میں رہائش گاہ پہنچے۔ مہمان شیوخ کو شہزادۂ غوث الثقلین نے کھانے کی دعوت دی لیکن اُنہوں نے وقت نہ ہونے کی وجہ سے معذرت چاہی، جس کی وجہ سے چائے و کافی سے اُن کی تواضع کی گئی اور کچھ دیر گفتگو کے بعد اُنہوں نے اجازت چاہی اور روانہ ہو گئے۔

ظہر سے قبل سب احباب نے شہزادۂ غوث الثقلین کے ہمراہ دوپہر کا کھانا کھایا۔ کچھ دیر بعد چائے سے تواضع ہوئی، شہزادۂ غوث الثقلین بیماری اور طویل سفر کی وجہ سے کافی تھک چکے تھے، سب احباب نے اُنہیں آرام کیلئے کہا اور ہم قبلہ صاحبزادہ

سید حسنین محی الدین گیلانی کی قیادت میں ضروری امور کی انجام دہی کیلئے باہر نکلے۔

استنبول کی زیارات کا پروگرام پہلے سے طے تھا، لیکن کوئی بھی دنیاوی کام شروع کرنے سے پہلے حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دینا ضروری سمجھا۔ صاحبزادہ صاحب کے حکم پر گاڑی کا رُخ علاقہ ایوب سلطان کی طرف ہوا اور کچھ ہی دیر میں ہم بارگاہِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ میں حاضر تھے۔

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ترکی فنِ تعمیر کا عظیم شاہکار ہے اور انتہائی پرکیف مقام ہے۔ ترکی کے اکثر لوگ روحانیت اور سکونِ قلب کیلئے اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

مزار مبارک کے قریب سلطان محمد فاتح کی تعمیر شدہ عظیم الشان جامع مسجد آج بھی اُس سلطان کی یاد دلاتی ہے۔ جامع مسجد ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی عمارت اور صحن بہت وسیع ہیں نماز کے اوقات میں یہاں خاصی رونق نظر آتی ہے اور خصوصیت کے ساتھ جمعۃ المبارک والے دن لوگ اس مقام پر نماز ادا کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ مجھے ایک ترکی شخص نے بتایا کہ ترکی میں جو شخص سکون کا متلاشی ہو، یا تو وہ استنبول میں حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوتا ہے یا قونیہ شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر تسکینِ روح و قلب حاصل کرتا ہے۔

بارگاہِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ میں اپنا اور اپنے جملہ احباب کا عاجزانہ سلام پیش کیا۔ صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی نے اپنے تمام احباب و متعلقین سدرہ شریف کیلئے دُعائیں کیں۔

منقبت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

رئیسِ کاملاں ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
چراغِ ضوفشاں ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

شرف پایا اُنہوں نے شاہِ شاھاں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا
ہیں فردِ کامراں ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

لٹا دی زندگی بھر کی کمائی راہِ اُلفت میں
ہیں فخرِ عاشقان ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

مکاں بھی وقف کر دیا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میزباں ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حیات اُن کی ہمارے واسطے ہے مشعلِ روشن
ہیں منزل کا نشاں ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

کبھی بھی اوجِ رفعت آپ کی تک جا نہیں سکتا
یہ اونچا آسماں ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

نوازا افتخارِ قادری کو در پہ بلوا کر ! ! ! !
ہیں کتنے مہرباں ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ !

مسرت اُن کے قدموں میں تو برکت اُن کی مٹھی میں
ہیں سب کا سائباں ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

کروں مدحت سرائی اُن کی میں فیضؔ الامیں کیسے
کہاں میں اور کہاں ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی، مونیاں شریف، گجرات

حضرت خالد بن زید المعروف ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ مبارک "خالد"، آپ کے والد گرامی کا نام "زید"، کنیت "ابو ایوب" اور مدینہ منورہ کے انصار قبیلہ "خزرج" کے خاندانِ "بنو نجار" سے تھے۔ خاندان بنو نجار قبائلِ مدینہ منورہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور نبی ﷺ کے ننہال ہونے کی وجہ سے ممتاز ترین خاندان سمجھا جاتا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی خاندان کے رئیس تھے۔

علامہ ابن اُثیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابو ایوب" اتنی مشہور ہوگئی تھی کہ بہت کم لوگوں کو آپ کا اصل نام معلوم تھا۔ جس مشکل زمانے میں باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر مبارک کا محاصرہ کر رکھا تھا اور وہ نماز کے لئے بھی گھر سے باہر نہیں نکل سکتے تھے تو بعض اصحاب نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ مسجد نبوی میں آ کر نماز پڑھائیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خالد بن زید سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں، لوگوں نے پوچھا کہ کون خالد بن زید؟ جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ابو ایوب" اُس دن لوگوں کو آپ کا اصل نام معلوم ہوا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کی وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جنھوں نے ساری زندگی نبی اکرم ﷺ سے محبت، اطاعت، جانثاری اور تائید و نصرت میں گزاری۔ آپ رضی اللہ عنہ انصار کے سابقون الاولون میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا شمار مدینہ منورہ کی اُن منتخب شخصیات میں ہوتا ہے جنھوں نے عقبہ کی

گھاٹی میں نبی اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی، مکہ مکرمہ سے دولتِ ایمان لے کر واپس مدینہ منورہ پہنچے تو اس نعمت مبارکہ کو صرف اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ اپنے اہل وعیال، اعزہ وا قارب اور دوست واحباب کو بھی ایمان کی تلقین کی۔

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ کو رسول اللہ ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا اور یہ شرف اتنا عظیم اور متمیز تھا کہ دوسرے صحابہ کرام اُن کے اس شرف پر رشک فرمایا کرتے تھے۔

آپ ؓ غزوہ بدر کے 313 نفوس قدسیہ میں سے ایک تھے، اُن چودہ سو صحابہ عظام میں شامل تھے جو بیعت رضوان سے مشرف ہوئے اور اُن عظیم شخصیات میں سے ایک تھے جن کو فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے ہمراہ جملہ غزواتِ مبارکہ میں انتہائی شوق ومحبت سے شریک ہوتے تھے اسی طرح خلافت راشدہ میں بھی اسلامی جہاد میں شریک ہوا کرتے تھے۔

شیر خدا حضرت علی ؓ، حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کی بڑی عزت و تکریم فرماتے تھے اپنے عہد خلافت میں آپ کو مدینہ منورہ کا اُمیر مقرر کر دیا تھا۔

سرکار دو عالم کی میزبانی کا شرف

نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرماتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف قسامِ ازل نے انصار کے مقدر میں لکھ رکھا تھا۔ قباء کی بستی میں میزبانی کا شرف انصار کے ایک معزز خاندان کے سردار حضرت کلثوم بن الھدم ؓ کی قسمت میں تھا اور مدینہ طیبہ میں انصار کے ایک معزز

خاندان کے رئیس حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے حصے میں آیا۔

جب آئے طیبہ، محبوبِ کریم ﷺ حضرتِ باری
بنا مسکن مکانِ حضرتِ ایوب انصاری ؓ

قباء میں قیام اور مسجد قبا کی تعمیر کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی اونٹنی مبارکہ طلب فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "میں وہاں جا رہا ہوں جہاں مجھے جانے کا حکم ہوا ہے" قافلہ مبارکہ روانہ ہوا تو آگے پیچھے اور دائیں بائیں انصار و مہاجرین کی جماعتیں چل رہی تھیں یہ قافلہ جب محلّہ بنوسالم میں پہنچا تو سورج ڈھل چکا تھا۔

نماز جمعہ المبارک کے لئے قافلہ مبارکہ ایک میدان میں تشریف فرما ہوا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا یہ پہلی نماز جمعہ تھی۔ ادائیگی نماز کے بعد آپ ﷺ اونٹنی پر تشریف فرما ہوئے تو قبیلہ بنوسالم کے احباب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی۔

یارسول اللہ! آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں، ہمارے قبیلہ کی تعداد بھی کافی ہے، ساز وسامان بھی کافی مقدار میں ہے اور ہم آپ ﷺ کا دفاع کرنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ان احباب سے فرمایا

(میری اونٹنی کا راستہ خالی کر دو کیونکہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف حکم ہو چکا ہے اور یہ حکم الٰہی کے مطابق ہی ٹھہرے گی)

تمام راستے جہاں جہاں سے سرکار دو عالم ﷺ کے قافلے کا گزر ہوتا لوگ جوق در جوق آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے۔

یارسول اللہ! ہمارا مال، ہماری جانیں آپ ﷺ پر قربان ہوں
آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوں۔

آپ ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری تھی آپ ﷺ اپنے چاہنے والوں کے حق میں دُعائے خیر و برکت کے ساتھ ارشاد فرماتے۔

خلو اسبیلها فانها مأمورة
اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے اونٹنی (قصوی) کی مہار چھوڑ رکھی تھی تمام لوگ خاموش اور اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ وہ کون خوش نصیب ہے جسے **رحمة للعالمين** ﷺ کی میزبانی کی سعادتِ عظمٰی حاصل ہوتی ہے۔ قصوی (اونٹنی) چلتے چلتے بنونجار کے محلّہ میں پہنچی اور اُس جگہ پر بیٹھ گئی جہاں آج کل مسجد نبوی کا بڑا دروازہ ہے۔ آپ ﷺ اُس پر سے نہ اُترے۔ اونٹنی مبارکہ پھر اٹھی اور تھوڑی دُور چل کر واپس آئی اور اُسی جگہ پر جہاں پہلے بیٹھی تھی وہیں دونوں پاؤں جما کر بیٹھ گئی۔

رُکی یک بارگی ناقہ بحکم حضرتِ باری
جہاں اک سمت بستے تھے ابو ایوب نصاری رضی اللہ عنہ

سرکار دو عالم ﷺ اونٹنی مبارکہ سے اُترے اور فرمایا کہ "**ان شاء اللہ یہ ہماری قیام گاہ ہے**"۔ اس مقام کے قریب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا آپ یہ دیکھ کر فرطِ مسرت سے بے خود ہو گئے، سرکار دو عالم ﷺ کا پرتپاک خیر مقدم کیا کہ فخرِ کائنات کی میزبانی کا شرف رب العزت نے اُن کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔

سید کائنات ﷺ کے وجود مسعود سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر

انوارِ رسالت کی ضیا باریوں سے جگمگانے لگا۔

فلک نے رشک سے دیکھا اس انصاری کی قسمت کو
ابو ایوب رضی اللہ عنہ گھر میں لے گئے سامانِ رحمت کو

سرکارِ دو عالم ﷺ کی میزبانی کے لئے رب العزت کی طرف سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتخاب آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کی دلیل ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان دو منزلہ تھا خوش قسمت میزبان نے اپنے مقدس مہمان کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ غریب خانہ کی بالا منزل پر قیام فرمائیں جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں زیریں منزل میں ہی قیام کروں گا، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا نبی اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں نہیں چاہتا کہ میں اوپر والے حصے میں ہوں اور آپ ﷺ نیچے آرام فرما ہوں آپ مہربانی فرما کر بالا منزل میں تشریف لے آئیں تو اس پر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا

"میرے لئے اور ملاقات کے لئے آنے والوں کے لئے
یہ مناسب ہے کہ ہم نیچے ہی قیام کریں"

اس ارشادِ نبوی ﷺ کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں فروکش ہو گئے اور سید کائنات ﷺ زیریں منزل میں رونق افروز ہو گئے۔

بلندی آسمانوں کی فدا اُس گھر کی عظمت پر
مکینِ سدرہ کو بھی رشک ہے اس کی سعادت پر

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری ؓ فرماتے ہیں کہ ہم کھانا تیار کرتے پھر سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے اور اس میں سے جو بچ جاتا ہم حصول برکت کے لئے حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں کے نشانات مبارکہ کو تلاش کرتے اور پھر وہاں سے کھانا کھاتے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ اس گھر مبارک میں 6 یا 7 ماہ قیام پذیر رہے اس عرصہ میں حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے جس والہانہ عقیدت سے اپنی خدمات پیش کیں وہ اُن کے عشق رسول ﷺ پر مہر ثبت کرتی ہیں۔

اس مدت کے دوران مسجد نبوی شریف اور حجرات مبارکہ کی تعمیر مکمل ہوگئی اور سرکارِ دوعالم ﷺ حجرہ نبویہ میں تشریف فرما ہوگئے لیکن حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے گھر بعد میں بھی قدم رنجہ فرمایا کرتے تھے۔

خاندان ابو ایوب انصاری ؓ کا شرف

سرکارِ دوعالم ﷺ، حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے خاندان "بنو نجار" کو بہترین خاندان تصور کرتے تھے۔ لیکن مسجد نبوی شریف ﷺ کی تعمیر کے دوران آپ ﷺ نے بنونجار کو ایک ایسا لازوال شرف عطا فرمایا، وہ اس طرح کہ اُنہی دنوں خاندان بنونجار کے نقیب حضرت اُسعد بن زرارہ کا انتقال ہوگیا تو بنونجار کے افراد آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر درخواست گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! حضرت اُسعد بن زرارہ کی جگہ کسی اور کو نقیب مقرر فرمایا جائے جس پر آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا۔

> "تم لوگ میرے ماموں ہو اس لئے اب "بنو نجار" کا نقیب میں خود ہوں"

یہ ارشاد مبارکہ سن کر بنونجار کے لوگ وفورِ مسرت سے بے خود ہوگئے اور اس سعادت عظیم کو ہمیشہ کے لئے انہوں نے اپنا سرمایہ افتخار بنالیا۔

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ حافظ قرآن

حضرت ابوایوب انصاری ؓ اُن عظیم صحابہ کرام میں شامل ہیں جنہوں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے سامنے پورا قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔ علامہ دمیری نے "**حياة الحيوان**" میں اُن شخصیات کا ذکر کیا ہے جنہوں نے سرکارِ مدینہ ﷺ کے سامنے کلام اللہ کو حفظ کرلیا تھا ان میں حضرت ابوایوب انصاری ؓ کا نام بھی موجود ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری کو تفقہ فی الدین میں کمال حاصل تھا اور بڑے بڑے پیچیدہ مسائل آنِ واحد میں نہایت خوش اسلوبی سے حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپ ؓ سے 150 سے زائد احادیث مروی ہیں۔

ازواج و اولاد

حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے اپنی زندگی میں دو شادیاں فرمائیں۔ پہلی زوجہ سے ایک بیٹے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کا جوانی میں ہی انتقال ہوگیا اور اُن سے نسل نہ چلی۔ دوسری زوجہ جن سے کئی احادیث بھی مروی ہیں اُن کو اپنے شوہر کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ وہی آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار فرمایا کرتی۔ ان سے جو اولاد ہوئی۔ ان میں ایوب، خالد اور محمد تین بیٹوں اور ایک

بنی عمرہ کے نام ملتے ہیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کثرت اور ترقی عطا فرمائی۔ دنیائے تصوف کے نامور عظیم بزرگ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہروی، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی کی نسل سے تھے ان کی اولاد نواحِ ہرات اور افغانستان کے دوسرے علاقوں میں آج بھی موجود ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد سے دو بزرگ حضرت یوسف انصاری اور حضرت علاؤ الدین انصاری ہندوستان تشریف لائے۔ ہندوستان اور پاکستان کے انصاریوں کے مورثِ اعلیٰ یہی دو بزرگ ہیں۔

ذریعہ معاش

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ذریعہ معاش کے متعلق کتب میں زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔ لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ قبیلہ "بنو نجار" کے رؤسا میں سے تھے۔ انصار بالعموم پیشہ زراعت سے منسلک تھے اس لئے یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ آپ کے پاس اس قدر زمین اور باغات ضرور ہوں گے جو انہیں رئیس کرنے کے لئے کافی تھے۔ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دومنزلہ مکان سے متصل آپ کا ایک باغ بھی تھا۔ بعض روایات سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ہجرت سے پہلے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش پارچہ بافی تھا۔

صاحب "معارج النبوہ" نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی پارچہ بافی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ کر اپنا سینہ زمین پر لگا دیا تو

حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا

"یا محمد! این جا فرود آ که ابو ایوب حق تعالیٰ را تواضع نمودن آن وقت که تو بر درِ مدینه نزول کردی"

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اسی جگہ ناقہ سے اُتر آئیں کیونکہ ابوایوب انصاری نے بارگاہ خداوندی میں اس وقت بڑے عجز کا اظہار کیا ہے جب آپ مدینہ کے دروازے پر تشریف لائے۔

ابو ایوب دردلِ خود می گفت که من مردِ ضعیف و فقیر بافنده ام و رسول صلی اللہ علیہ وسلم از من عار دارد و درِ خانه من نزول نه فرماید

''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایک مسکین اور فقیر پارچہ باف (کپڑا بننے والا) ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں نہ اُتریں گے۔''

لہٰذا آپ انہی کے مکان میں فروکش ہوں۔

حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے متصل حجروں میں منتقل ہو گئے۔ اس کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی خانہ ایوب کو اپنے قدوم مبارکہ سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر رونق افروز

ہوئے اس وقت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں گئے ہوئے تھے۔ جو آپ کے گھر کے بالکل قریب تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی جب آوازِ مبارکہ سنی تو کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر دوڑتے ہوئے گھر آئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اس کے ساتھ ہی فوراً ایک بکری ذبح کی، آدھے گوشت کا سالن پکوایا اور آدھے کے کباب بنوائے اور پھر یہ کھانا آپ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب رسول کریم ﷺ حضرت ابوایوب کے مکان سے اپنے حجروں میں منتقل ہو گئے تو آپ ﷺ کے ہمسایہ میں جو انصار رہتے تھے وہ روزانہ حضور ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا کرتے تھے اور ان انصاریوں میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی جہاد قسطنطنیہ میں شرکت

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ راہ حق میں جہاد کرتے رہے سرکار مدینہ ﷺ کے ہمراہ جملہ غزوات وسرایا میں شریک رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر قسطنطنیہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنی کبرسنی کے باوجود اس میں شامل ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک 80 برس سے متجاوز کر چکی تھی آپ کے شوقِ جہاد کا یہ عالم تھا کہ اس ضعیف العمری کے باوجود مدینہ منورہ سے شام تک محض شرکت جہاد کے لئے سفر کیا اور ایک عام مجاہد کی حیثیت سے لشکر اسلام میں شامل ہوئے آپ کی اس لشکر میں موجودگی باعث برکت تھی۔

اس مہم کے دوران مجاہدین کی کثیر تعداد بیمار ہو گئی انہی میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی سخت بیمار ہو گئے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے وصیت فرمائی کہ

''جب میرا انتقال ہو جائے تو مسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور اُن کو بتا دینا کہ جو شخص اس حالت میں انتقال کر جائے کہ رب واحد کے سوا کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو جنت نصیب کرے گا۔ میرا انتقال ہو جائے تو میرا جنازہ سرزمین عدو (دشمن) میں جہاں تک تم لے جا سکو لے جا کر دفن کر دینا''۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی مرض میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی وفات سے مسلمانوں پر رنج وغم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کو قسطنطنیہ کی فصیل کے عین قریب لے جا کر اسلام کے اس بطل جلیل کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق آپ کی تدفین رات کے وقت عمل میں آئی اور تدفین کے بعد آپ کی قبر مبارک سطح زمین کے برابر کر دی گئی تا کہ رومی مزار مبارک کے ساتھ کوئی بے ادبی نہ کر سکیں اور یقیناً وہ کر بھی نہ سکتے تھے کیونکہ سرکار مدینہ ﷺ نے سیدنا ابوایوب انصاری کی حفاظت کے لئے خصوصی دُعا فرما رکھی تھی۔

صاحب ''عقد الفرید'' کا بیان ہے کہ قیصر قسطنطین چہارم کو رات کے وقت مسلمانوں کی نقل وحرکت کی اطلاع ملی تو اُس نے قاصد بھیج کر دریافت کیا کہ رات کو کیا معاملہ تھا مسلمان چونکہ سچ بولنے کے عادی تھے انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارے پیشوائے اعظم محمد ﷺ کے ایک بزرگ صحابی کا انتقال ہو گیا تھا۔ ہم لوگ اُن کی تدفین میں مصروف تھے۔ قیصر نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ یہاں سے جاؤ گے تو ہم قبر کھود کر اُن کی ہڈیاں باہر پھینک دیں گے۔ قیصر کے گستاخانہ کلام پر مسلمانوں کا خون کھول اٹھا اس کو مسلمانوں کی طرف سے پیغام دیا گیا کہ اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو یاد رکھو کہ مسلمانوں کی وسیع الحدود حکومت میں جتنے گرجے ہیں سب کو منہدم کر دیا

جائے گا اور عیسائیوں کی قبروں کو اکھاڑ پھینکا جائے گا۔ اُسنے جواب بھیجا کہ میں تمہاری دینی غیرت وحمیت کا امتحان لے رہا تھا کنواری مریم کی قسم! ہم تمہارے نبی کے صحابی کی قبر کا احترام اور اُس کی حفاظت وحراست کریں گے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ رومیوں نے فی الواقع اپنے وعدے کا احترام کیا، ایک روایت میں تو یہاں تک آ ہے کہ قیصر روم نے خود حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے مزار اقدس پر قبہ تعمیر کروایا تھا۔

"**طبقات ابن سعد**" میں ہے کہ رومی قحط کے زمانے میں حضرت ابو ایوب ؓ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتے تھے اور آپ ؓ کے توسل سے بارش کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ میزبان رسول ﷺ کے نام کی لاج رکھ لیتا تھا اور ان کی مراد پوری کردیتا تھا۔

حضرت ابو ایوب ؓ کے لئے سرکار مدینہ کی دُعا حفظ

ہجرت مکہ کے بعد منافقوں اور یہودیوں نے تیزی سے اہل سلام کے خلاف اپنی سازشیں شروع کردی، سرکار دو عالم ﷺ کو ان سازشوں کا جب علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی کہ رات کو ہتھیار باندھ کر سویا کریں اور کچھ آدمی جاگ کر پہرہ دیا کریں تاکہ قریش مکہ اور دوسرے دشمنوں کے اچانک حملے کا تدارک کیا جاسکے۔ ایک موقع پر حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے رات بھر پہرہ دیا جس پر سرکار مدینہ ﷺ نے اُن کے حق میں دُعا مانگی۔

> "اے ابوایوب! خدا تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے کہ تم نے اُس کے نبی ﷺ کی حفاظت کی"

اس دعا مبارکہ کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ابوایوب انصاری ؓ نہ صرف زندگی بھر مصائب وآلام سے محفوظ رہے بلکہ وصال کے بعد بھی صدیوں تک غیر مسلم اُن کی قبر مبارک کی حفاظت اور نگرانی کرتے رہے۔

حکومت ترکی اور عوام اب بھی اُن کے مزار پر انوار کی جس طرح تزئین و آرائش اور حفاظت کررہے ہیں یہ صرف اور صرف سرکار مدینہ ﷺ کی اُس دعائے مبارکہ کا فیض اور اثر ہے جو ان شاء اللہ العزیز تا ابد اُن کے حق میں جاری رہے گا۔

مزار مبارک حضرت ابو ایوب انصاری ؓ

حضرت ابوایوب انصاری کی قبر مبارک مدتوں سے زمین میں مستور ہوچکی تھی لیکن دنیا کے ہر مسلمان کو یہ علم تھا کہ اسلام کا یہ بطل جلیل فصیل قسطنطنیہ کے سائے میں مدفون ہے۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد الفاتح نے فوراً حضرت ابوایوب انصاری ؓ کی جائے لحد کی تلاش شروع کردی۔ کئی میل زمین کا کھدوانا آسان کام نہ تھا چنانچہ فتح کے 3 دن بعد سلطان نے شیخ العصر حضرت شیخ شمس الدین آق سے التجا کی کہ حضرت ابوایوب انصاری ؓ کی تربت کی تلاش میں میری مدد فرمائیں۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے فصیل کے باہر ایک جگہ نور کو دیکھا ہے جو زمین سے آسمان تک جارہا تھا کیا عجب حضرت ایوب کی جائے لحد یہی ہو۔ یہ فرما کر حضرت مذکورہ مقام پر تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ کر کافی دیر تک مراقبہ کیا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا "**اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ایوب انصاری ؓ کی روح اقدس سے ملنے کی سعادت نصیب کی انہوں نے مسلمانوں کو اس فتح عظیم پر مبارک دی ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے تمہاری سعی مشکور کی ہے**" سلطان نے عرض کی یا حضرت! اس

بندہ کو بھی کوئی ایسی علامت دکھائیے جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے۔

حضرت شیخ نے پھر مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا **''اس مقام کو کھودو، یقین ہے کہ اسی جگہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر مستور ہے''**

سلطان کے حکم سے اسی وقت اس جگہ کو کھودا گیا سطح زمین سے چند فٹ نیچے سنگ مرمر کا ایک کتبہ نکلا اس پر عبرانی زبان میں کچھ الفاظ کندہ تھے عبرانی زبان جاننے والوں نے یہ الفاظ پڑھے تو معلوم ہوا کہ یہی حضرت کی قبر ہے۔ یہ پتھر قبر سے باہر دیوار میں اب بھی لگ ہوا ہے۔

نوجوان سلطان اپنے آقا و مولا کے اس عظیم المرتبت اور جامع فضائل صحابی کی جائے مدفن دیکھ کر فرطِ مسرت سے بے خود ہو گیا اور بے اختیار سجدہ شکر میں گر پڑا۔ سلطان نے اس مقام پر ایک عظیم الشان گنبد تعمیر کروایا اور اس کے قریب ایک جامع مسجد تیار کرنے کا حکم دیا جس پر مسجد مکمل ہو گئی تو سلطان نے تمام عمائدین سلطنت کے ساتھ اس مسجد میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد شیخ آق شمس الدین نے سلطان کے ہاتھ میں تلوار دی اور اُسے دُعائے خیر و برکت دی۔ اس کے بعد صدیوں تک یہ رسم رہی کہ ترکی کا جو سلطان تخت نشین ہوتا وہ پہلے جامع ابوایوب میں حاضر ہوتا اور شیخ کی عطا کردہ تلوار اپنی کمر پر باندھتا اس کے بعد باضابطہ اُس کی تخت نشینی کا اعلان کیا جاتا۔

احاطہ مزار کے ایک گوشے میں ایک کنواں تھا لوگ تبرکا اس کا پانی گھر لے جایا کرتے تھے۔ مزار کے قریب ایک قبرستان ہے جو قبرستان ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے اس میں دفن ہونا بڑی سعادت کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ ترکی کے کئی اکابر اور مشاہیر علماء و مشائخ اس قبرستان میں مدفون ہیں۔

شہر استنبول کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ابدی آرام گاہ ہونے کی وجہ سے شہرت عام اور بقائے دوام کا درجہ مل چکا ہے۔ استنبول کے جس علاقہ میں آپ کا مزار مبارک ہے وہ علاقہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نام **''ایوب سلطان''** سے موسوم ہے۔ مزار مبارک کی عمارت عظیم الشان ہے۔

دربار شریف میں کثیر تعداد میں کبوتر اِدھر اُدھر اڑتے نظر آتے ہیں۔ قبر کا تعویذ مبارک زمین کی سطح سے کم و بیش 6-5 فٹ اونچا ہے۔ اس کے چاروں اطراف میں سفید پیتل کی جالی مبارک لگی ہوئی چمکتی نظر آتی ہے۔ مزار مبارک کی پوری عمارت منقش ہے جس پر سبز رنگ کی چادر پڑی رہتی ہے اور ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔

شہر سے یہاں پہنچنے کے لئے ہر وقت با آسانی بسیں، ٹیکسیاں اور پرائیویٹ کاریں چلتی ہیں۔ جمعہ والے دن تو آپ کے مزار مبارک اور مسجد میں بے پناہ رش ہوتا ہے اور عید کا سماں معلوم ہوتا ہے۔

بروز جمعہ المبارک 16 جولائی 2004 ہم اپنے بزرگ میزبان شیخ عثمان کے ہمراہ جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری اور جمعہ المبارک کی ادائیگی کے لئے پہنچے تو حضرت شیخ عثمان صاحب نے انتظامیہ کے ایک ذمہ دار شخص کو ترکی زبان میں ہمارے بارے میں کچھ بتایا جس پر انتظامیہ ہمیں خصوصی طور مزار مبارک کے اس کمرہ خاص میں لے گئے جہاں پر آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے اور جہاں پر عام حالات میں اندر آنے کی قطعاً اجازت نہیں۔

اس مخصوص کمرہ مزار مبارک کے دروازے کے باہر کی طرف شیشہ لگا ہوا

ہے جس کے پیچھے ایک طویل ہال میں لوگ کھڑے ہوکر زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں لیکن ہم گناہ گاروں پر آپ ؓ نے خصوصی تصرف وکرم اور میزبانی فرمائی کہ عین مزار مبارک کے قریب پہنچ کر حاضری دینے اور مزار مبارک کا بوسہ لینے کا شریف حاصل ہونے کے ساتھ آپ کے مزار مبارک پر دو عدد چادروں کا نذرانہ بھی پیش کیا اس مقام پر نوافل ادا کیے اور دعائیں کیں۔

مزار مبارک ترکی فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے اور انتہائی پرکیف مقام ہے۔ ترکی کے اکثر لوگ روحانیت اور سکون قلب کیلئے اس مقام پر حاضری دیتے ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ کا نقش پا

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ کے مزار مبارک کی ایک دیوار میں حضور پاک ﷺ کا نقش پا محفوظ ہے لوگ اس نقش مقدس کی زیارت کا شرف حاصل کر کے دلی سکون حاصل کرتے ہیں۔ جس کے اوپر عربی زبان میں یہ تحریر ہے۔

هذا نقش قدم پیغمبری
"یہ میرے پیغمبر ﷺ کے قدم شریف کا نقشِ مبارک ہے"

بارگاہِ سیدنا حضرت ایوب انصاری ؓ میں تین سفروں کے دوران تین بار حاضری اور تین جمعہ المبارک ادا کرنے کا شرف حاصل ہو چکا تھا اور اب چوتھی بار چوتھا جمعۃ المبارک میزبانِ رسول ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں شہزادۂ غوث الثقلین، سید السادات سید صباح احمد ابراہیم الحسینی اور صاحبزادہ والا شان سید حسنین محی الدین گیلانی کے ہمراہ پڑھنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

گاڑی میں سوار ہوکر علاقہ ایوب سلطان پہنچے۔ آپ کے مزارِ مبارک سے

باہر کثیر تعداد میں اولیائے کرام اور بزرگوں کے مزاراتِ مبارکہ ہیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے اِن مقامات پر سلام پیش کیا اور دُعائیں کیں۔

مسجد سیدنا ابو ایوب انصاری کی پہلی تعمیر سلطان محمد الفاتح نے کروائی، بعد میں توسیع و تعدیل سلطان احمد اول کے زمانہ میں ہوئی جو ترکی فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد نوافل ادا کئے۔

جمعۃ المبارک کا وعظ شروع ہوا جو ترکی زبان میں تھا لیکن کثرت سے اُس میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ عربی زبان میں پڑھے جانے کی وجہ سے وعظ کا مفہوم سمجھ آرہا تھا جو زکوٰۃ اور ہدیہ کے موضوع پر تھا۔

وعظ کے اختتام پر نہایت ہی پرکیف آواز میں آذان ہوئی۔ خطیب صاحب نے عربی زبان میں خطبہ پڑھا جس کے بعد جمعۃ المبارک کی نماز ادا ہوئی۔ نماز کے بعد تسبیحِ فاطمہ اور درُود پاک کا وِرد ہوا۔ اختتام پر خطیب صاحب نے اجتماعی دُعا فرمائی۔

شہزادۂ غوث الثقلین کے گرد مسجد کے نمازیوں کا رش لگ گیا۔ ہر شخص شہزادۂ غوث الثقلین سے ملنے اور دست بوسی کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن شدید رش کی وجہ سے ایسا ناممکن نظر آرہا تھا۔ یورپ سے آئے ہوئے کچھ پاکستانی نظر آئے اور وہ بھی شہزادۂ غوث الثقلین سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ اسی طرح ہر آدمی شہزادۂ غوث الثقلین کا نام و پتہ معلوم کر رہا تھا۔

مسجد شریف کے اندرونی دروازے پر سیّد صباح صاحب فرمانے لگے کہ پاکستان سے جو چادر سیدنا ابوایوب انصاری ؓ کے مزار مبارک کیلئے لے کر آئے ہو

وہ مجھے دو، اُن کی خدمت میں چادر پیش کی۔ جسے اُنہوں نے ہوا میں بلند کیا اور پُر ہجوم قافلہ کی صورت میں مزارِ مبارک میزبانِ رسول ﷺ روانہ ہوئے جو بالکل قریب واقع ہے اور انوار وتجلیات کا منبع ومرکز ہے۔

عرصہ ایک سال سے اس مزارِ مبارک کی تزئین وآرائش کا کام شروع ہے جس کی وجہ سے اندر داخلہ منع ہے۔ باہر سے ہی آپ کی بارگاہِ اقدس میں شہزادۂ غوث الثقلین نے اپنا، اپنے احباب اور جملہ مریدین ومتعلقین کا ہدیۂ سلام پیش کیا جس کے بعد دُعا کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر محمد فاضل گیلانی صاحب نے عربی اور ترکی زبان میں دُعا کروائی، پھر شہزادۂ غوث الثقلین نے باآوازِ بلند اپنے مخصوص انداز میں عربی زبان میں دُعا کروائی، جس کے بعد سید صباح صاحب کو دُعا کروانے کا شرف حاصل کیا۔

خطیب مسجد سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے دربارِ مقدس کا مختصر تعارف کروایا اور الوداعی دُعا کروائی۔ اس دوران مرد وخواتین کا رش بڑھ چکا تھا۔ ان عقیدت ومحبت والے ترکی احباب کے جھرمٹ میں مزارِ مبارک سے باہر آئے۔

شہزادۂ غوث الثقلین سے ملاقات کرنے والے آپ کو دعوتیں دے رہے تھے کہ آپ ہمارے گھر کی زینت بنیں، ہمیشہ شرف بخشیں، ہمیں خدمت کا موقع دیں لیکن آج کے ہمارے میزبان جناب ڈاکٹر فاضل گیلانی صاحب تھے جن کی ہمراہی میں حاجی یاسین صاحب کے دفتر پہنچے جہاں پر دوپہر کے پُرتکلف کھانے کا انتظام تھا۔ کھانا تناول کیا بعد میں ترکی چائے اور کافی سے تواضع ہوئی۔

محترمی ڈاکٹر فاضل گیلانی صاحب کے دفتر روانہ ہوئے، جہاں پر شہزادۂ

غوث الثقلین نے ڈاکٹر صاحب کو اپنے اجدادِ کرام کا شجرہ اور کتاب شجرہ پیش کی، حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی جو کتب ڈاکٹر صاحب کی کوشش اور تحقیق کے نتیجے میں منظرِ عام پر آ چکی ہیں اُن تمام کتابوں کا ایک ایک نسخہ اپنے دستخطوں سے شہزادۂ غوث الثقلین کو پیش کیا۔

(یہ تمام نادر تحائف اس وقت درگاہ سدرہ شریف میں موجود ہیں، شہزادۂ غوث الثقلین کی اجازت سے ان کی زیارت کی جاسکتی ہے)۔

تحائف کی تقدیم کے بعد گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس دوران محترمی ڈاکٹر صاحب ٹی وی چینلز اور اخباری نمائندوں سے بھی رابطہ کرتے رہے کہ کسی طرح آج ہی شہزادۂ غوث الثقلین کا انٹرویو ریکارڈ ہو جائے کیونکہ اگلے دن ڈاکٹر صاحب نے ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے متحدہ عرب امارات جانا تھا لیکن جمعۃ المبارک اور انتہائی مختصر وقت ہونے کی وجہ سے انٹرویو ریکارڈ نہ ہوسکا۔

محترمی ڈاکٹر صاحب نے کسی صحافی کو آپ کی آمد سے متعلق ایک بیان بھجوا دیا جو آئندہ دنوں میں ''روزنامہ Yeni Safak'' میں شہزادۂ غوث الثقلین کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔

ڈاکٹر فاضل گیلانی صاحب سے گفتگو کے اختتام پر شہزادۂ غوث الثقلین نے اُنہیں سدرہ شریف عرس مبارک پر تشریف لانے کی دعوت دی جو آپ نے بصد شکریہ قبول فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا کہ وہ انشاءاللہ ضرور سدرہ شریف آئیں گے۔ الوداعی ملاقات ہوئی اور ہم واپس اپنی رہائش گاہ پہنچے۔

استنبول میں مزاراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

شہر استنبول میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے 31 مزاراتِ مبارکہ بتائے جاتے ہیں۔ان کے مقامات اور تعداد ذیل میں درج ہے۔

نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد مزارات
1	ایوب سلطان	4
2	ایوان سرای	16
3	کراکوی	3
4	بلاط	1
5	فاتح	2
6	ایمینینو	2
7	اسکودار	2
8	سلطان احمد	1

الحمد للہ! ان مزاراتِ مبارکہ میں سے کئی مزاراتِ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ استنبول شہر میں مشہور تابعی حضرت جعفر بابا رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک بھی مشہور ہے اور قابل دید ہے۔

شہر استنبول کے علاوہ ترکی کے دوسرے کئی شہروں میں بھی صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے مزاراتِ مبارکہ کی موجودگی بارے بتایا جاتا ہے۔اگر وسائل اور وقت ہو تو ضرور ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہیے۔

درگاہ حضرت پیر سید نور الدین الجراحی رضی اللہ عنہ (کراگمرک، استنبول)

حضرت پیر سید نور الدین الجراحی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت سیدنا عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادتِ با سعادت سوموار شریف 12 ربیع الاول 1089ھ کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم استنبول کے نامور اساتذہ سے حاصل کی۔فن قرأت میں حضرت یوسف آفندی کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ 19 سال کی عمر میں قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے بعد سلطنتِ عثمانیہ کی طرف سے مصر میں چیف جسٹس کے عہدہ پر تقرری کے احکامات جاری ہوئے لیکن جس دن بذریعہ کشتی آپ کی مصر روانگی تھی۔اس روز شدید طوفان کی وجہ سے آپ سفر نہ کر سکے۔

انہی ایام میں اپنے چچا حاجی حسین آفندی سے ملاقات کیلئے چلے گئے جن کے گھر کے قریب خلوتیہ سلسلہ کی مرکزی درگاہ واقع تھی اور اس وقت درگاہ کے متولی الحاجی علی علاؤ الدین کستند یلی رضی اللہ عنہ اپنے روحانی فیض سے ایک عالم کو سیراب فرما رہے تھے۔ آپ کے چچا حضرت نور الدین کو لے کر حضرت شیخ علی علاؤ الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے استقبال کرتے ہوئے فرمایا خوش آمدید! میرے بیٹے نور الدین، خوش آمدید! اور حکم دیا کہ اے نور الدین! دنیا کو پس پشت ڈال کر راہِ تصوف اختیار کرو۔ جس پر حضرت نور الدین نے دنیاوی عہدہ سے معذرت کے بعد حضرت شیخ علاؤ الدین کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کر دیں۔

1115ھ 26 سال کی عمر میں آپ کے مرشد کریم نے آپ کو خرقہ خلافت

سے نوازنے کے بعد دو درویش خدام (حضرت سلیمان ولی الدین اور حضرت محمد حسام الدین) کے ہمراہ علاقہ کراگمرک (جہاں پر اب آپ کا مزار مبارک ہے) میں پہنچ کر خلق خدا کی تربیت کا حکم فرمایا۔ دوسری طرف علاقہ کراگمرک میں مسجد چسنفدا خاتون کے مؤذن اسماعیل آفندی کو خواب میں حضور پاک ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جس میں سرکارِ دوعالم ﷺ نے پیر نورالدین الجراحی کی آمد اور ایک درگاہ کھولنے کا اعلان فرمایا اور مؤذن اسماعیل آفندی سے فرمایا کہ وہ مسجد میں آپ کیلئے ایک کمرۂ خلوت تیار کرے۔

مؤذن نے صبح ہوتے ہی حضرت نورالدین الجراحی کیلئے ایک کمرہ تیار کروایا اور خود آپ کا انتظار کرنے لگا۔ ادھر حضرت پیر نورالدین الجراحی اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ اسکودار سے ایک کشتی کے ذریعے روانہ ہوئے۔ کشتی کے سفر کے بعد طویل پیدل سفر کرتے ہوئے جب مسجد چسنفدا خاتون کے سامنے سے گزرے تو مؤذن اسماعیل آفندی نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کیا تم نورالدین الجراحی نہیں ہو؟ جس پر حضرت نور الدین الجراحی نے فرمایا، کیا تم اسماعیل مؤذن نہیں ہو؟ جو ہمارے انتظار میں ہو۔ پھر اسماعیل آفندی نے اس مخصوص کمرہ کی چابی آپ کے حوالے فرمائی۔ جہاں آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقیم ہونے کے بعد خلق خدا کی رہنمائی اور روحانی تربیت میں مصروف ہوگئے۔

مذکورہ مسجد کے قریب ایک فوت شدہ شخص بکر آفندی کا مکان فروخت ہو رہا تھا، حضرت نورالدین الجراحی نے اس کے وارثوں کو پیغام بھیجا کہ وہ یہ مکان درگاہ کیلئے خریدنا چاہتے ہیں۔ اسی رات عثمانی سلطان احمد ثالث کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی

زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آپ ﷺ نے سلطانِ وقت کو فرمایا کہ اس جگہ کو حضرت نورالدین کی درگاہ کیلئے خریدا جائے۔ صبح ہوتے ہی عثمانی سلطان نے وہ جگہ خریدنے کے بعد حضرت پیر نورالدین الجراحی کے حوالے کی کہ یہاں پر درگاہ تعمیر کی جائے۔

بحمد اللہ! رب کائنات کے خصوصی فضل و کرم اور مہربانی سے اس بندۂ ناچیز کو وہ درگاہ جو حضرت نبی کریم ﷺ کے حکم مبارک پر تعمیر ہوئی اس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم بروز سوموار 26 جولائی 2004ء اس بابرکت درگاہ میں اپنے میزبان حضرت شیخ عثمان صاحب کی معیت میں حاضر ہوئے۔

بارگاہِ حضرت پیر سید نورالدین الجراحی میں سلام پیش کیا۔ متولی صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جنہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے ہم سے کافی دیر گفتگو فرمائی اور اس بندۂ ناچیز کو سلسلۂ جراحیہ پر ایک تفصیلی کتاب کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ اس درگاہ مبارک میں ہفتہ میں تین دن محافل منعقد ہوتی ہیں۔ جس میں محفل سماع اور رقص رومی بھی پیش کیا جاتا ہے۔

نماز عصر کے بعد لوگ اس درگاہ میں اکٹھا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر ایک دائرے کی صورت میں بیٹھ جاتے ہیں۔ متولی صاحب ذکرِ جہر کرواتے ہیں دعا کے بعد نماز مغرب باجماعت ادا کی جاتی ہے اور پھر تمام حاضرین میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔

درگاہِ حضرت پیر نورالدین الجراحی کے بارے میں کثرت سے یہ روایات مشہور ہیں کہ اس درگاہ میں مانگی ہوئی دعائیں قبول و منظور ہوتی ہیں۔

''طوپ قاپی پیلس'' میں تبرکاتِ نبویہ ﷺ

''طوپ قاپی پیلس'' کا شمار دنیا کے قدیم ترین محلات میں ہوتا ہے۔ یہ محل وسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا عمارتوں کا غیر معمولی مجموعہ ہے جو ایک عجیب وغریب نظارہ پیش کرتا ہے۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد الفاتح کے حکم سے اس محل کی تعمیر شروع ہوئی۔ یہ محل سلاطینِ عثمانیہ کے سرکاری دفاتر اور رہائش گاہوں کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ اب اس محل میں عثمانی ادوار کے بے شمار تاریخی ومذہبی آثار قابلِ دید ہیں اور بالخصوص اس محل کی ایک عمارت تبرکاتِ نبویہ ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔

''طوپ قاپی پیلس'' میں تبرکاتِ مقدسہ لانے اور اُنہیں محفوظ کرنے کا سلسلہ سلطان سلیم اول (1512-1520ء) کے عہدِ حکومت میں شروع ہوا جو بیسویں صدی تک جاری رہا۔ ''طوپ قاپی میوزیم'' کے ریکارڈ کے مطابق 605 تبرکات رجسٹرڈ ہیں۔

عظیم سلطان سلیم اول اکثر اپنی راتیں اپنے دوست حسن جان کے ہمراہ مطالعہ کتب میں گزارتے۔ ایک رات حسن جان گہری نیند سو گئے اور سلطان کے پاس حاضر نہ ہوسکے۔ صبح ہوئی اور جب روشنی پھیل گئی تو سلطان سلیم نے حسن جان سے کہا، ادھر آؤ اور جو خواب تم نے دیکھا ہے وہ ہمیں سناؤ۔ حسن جان حیران ہوا اور اُسے کچھ سمجھ نہ آئی۔ سلطان کیا کہہ رہے ہیں؟ لیکن تھوڑی ہی دیر میں پتہ چل گیا کہ خواب دیکھنے والے یہ حسن نہیں بلکہ محل کے دربانوں کے انچارج حسن آغا ہیں۔ جنہوں نے یہ خواب دیکھی ہے۔ جس کی تفصیل حسن آغا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ رات کے آخری پہر میں قصرِ سلطانی کے دروازے پر دستک کی آواز آئی اور جب حسن آغا

دروازہ کھولنے جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ عربی لباس میں ملبوس نورانی مخلوق کا ایک جم غفیر ہے جو دروازے کے سامنے کھڑا ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے۔ اُن کے آگے چار شخصیات ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں سفید جھنڈے ہیں۔ اور جس شخص نے دروازے پر دستک دی ہے اُس کے ہاتھ میں سفید سلطانی جھنڈا ہے۔ وہ حسن آغا کے سامنے آیا اور اُس نے کہا

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَرَاهُمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَدْ اَرْسَلْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰى هُنَا، وَاَنَّهُ يُقْرِئُ السُّلْطَانُ السَّلِيْمِ السَّلَامُ وَ يَقُوْلُ لَهُ "لِيَحْضُرْ فَوْرًا فَقَدْ كَلَّفْنَاهُ بِخِدْمَةِ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ"

یہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں بھیجا ہے اور آپ ﷺ نے سلطان سلیم کو سلام بھیجا ہے اور اُسے پیغام دیا ہے کہ وہ فوراً تیار ہو جائے ہم نے اُسے حرمین شریفین کی خدمت پر مامور کر دیا ہے۔

ان چار شخصیات میں یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، یہ سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، یہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ "**اِذْهَبْ اِلٰى سَلِيْم خَان وَاَخْبِرْهُ بِهٰذَا الْاَمْرِ**" سلیم خان کے پاس جاؤ اور اُسے اِس حکم کی اطلاع دو۔

سلطان سلیم نے جب یہ خواب سنا تو حیا کی وجہ سے اُن کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ خوشی سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اپنے ہمراز حسن جان کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ ہم اُس وقت تک کوئی کام نہیں کرتے جب تک ہمیں اُس کا حکم

نہ آ جائے۔ ہمارے اجدادِ کرام کا اولیائے مقربین میں شمار ہوتا تھا لیکن افسوس کہ ہم وہاں تک نہ پہنچ سکے جہاں تک ہمارے بڑے پہنچے تھے۔

اس خواب کے سننے کے بعد سلطان سلیم نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ عثمانی فوج مصر کی جانب روانہ ہوئی اور پھر مصر اور حجازِ مقدس آستانۂ خلافتِ عثمانیہ کے تابع ہو گئے۔ سلطان سلیم جب فتح مصر کے بعد واپس استنبول روانہ ہوئے تو اپنے ہمراہ بے شمار تبرکات نبویہ ﷺ و مقدسہ لائے۔ جن کو "**طوپ قاپی پیلس**" میں محفوظ کیا گیا۔

فتح مصر کے وقت مکہ مکرمہ کے امیر "**الشریف برکات**" تھے جنہوں نے اپنے بیٹے ابی نمی کے ہمراہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کی چابیاں اور تبرکات و آثارِ نبویہ ﷺ سلطان سلیم کے پاس آستانۂ استنبول بھجوائے اور سلطان سلیم سے اپنی وفاداری کا اعلان کیا۔

سلطان محمد الفاتح کا "**عرشِ سلطانی**" "**طوپ قاپی پیلس**" کے ایک خاص کمرہ میں ہوا کرتا تھا۔ جس کا نام "**الحجرہ الخاصة**" تھا۔ اس کمرہ میں سلطان بعض حکومتی امور دیکھتے اور اسی میں اپنی عبادات اور نماز ادا کیا کرتے۔

1808ء میں سلطان محمود دوم نے امورِ مملکت سنبھالتے ہی اعلان کر دیا کہ جو کمرہ سلطان محمد الفاتح کے زمانہ سے عرشِ سلطانی کیلئے مخصوص ہے، اُسے تبرکاتِ نبویہ ﷺ کیلئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس حجرۂ مبارکہ کے دروازے کے اوپر جلی حروف میں تحریر ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

دروازے کے دونوں کواڑوں پر حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے

دو اشعار تحریر ہیں جن کا ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے۔

> ''سارے دروازے بند ہیں اور اگر غریبوں کیلئے کوئی
> دروازہ کھلا ہے تو وہ آپ ﷺ کا دروازہ ہے''
> ''اے عزت و کرم والے دروازے، اے چمکنے والے روشن دروازے،
> سورج، چاند و ستارے سب آپ کے ہاتھ باندھے غلام ہیں''

شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں چار ارکان پر مشتمل قافلۂ عشق و محبت تبرکاتِ نبویہ ﷺ کی زیارت کیلئے **''طوپ قاپی میوزیم''** پہنچا۔ ابھی ہم صدر دروازے تک نہ پہنچ پائے تھے کہ ڈاکٹر محمد فاضل جیلانی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور پھر سب اکٹھے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ یہاں پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور میوزیم ہونے کی وجہ سے داخلہ کیلئے ٹکٹ لینا ضروری ہے۔

محترمی جناب ڈاکٹر صاحب نے تفصیل سے **''طوپ قاپی میوزیم''** اور بالخصوص **''تبرکات نبویہ ﷺ''** کی عمارت کا تعارف کروایا۔ عثمانی ادوار کے اسلامی و تاریخی آثار و نوادرات دیکھنے کے بعد تبرکاتِ نبویہ ﷺ کی عمارت میں داخل ہوئے جس میں بے شمار انتہائی اہمیت کے تبرکات ہیں۔ خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے صرف چند ایک تبرکات کا ذکر کرتے ہیں۔

بردة السعادة

سلطان محمد الفاتح کا حجرۂ خاصہ جواب تبرکات نبویہ ﷺ کی زینت بن چکا ہے۔ اس میں سرِ فہرست سرکارِ دو عالم ﷺ کی وہ چادر مبارکہ ''بردہ'' موجود ہے جو

آپ ﷺ نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔ اس چادر مبارکہ کی مختصر تاریخ کچھ اس طرح سے ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ فتح فرما لیا تو کچھ لوگ مکہ مکرمہ سے بھاگ نکلے۔ جن میں مشہور شاعر حضرت کعب بن زہیر بھی شامل تھے۔ آپ کے بھائی نے آپ کو ایک پیغام بھیجا جس کے نتیجہ میں حضرت کعب بن زہیر شرمندہ ہوئے اور خفیہ طور پر مدینہ منورہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے توبہ اور معافی کے طلبگار ہونے کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے اور فی البدیع آپ ﷺ کی مدح سرائی میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا جو بعد میں **''قصیدہ بانت سعاد''** کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب اس شعر پر پہنچے۔

> إِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ
> مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

یہ شعر سماعت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارکہ اپنے شانوں سے اتاری اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی۔

بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو قیمتاً خریدنا چاہا لیکن حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے، لیکن اُن کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ورثاء سے بیس ہزار دینار کے بدلے یہ چادر حاصل کر لی اور پھر یوں یہ چادر مبارکہ سلاطین میں نسل در نسل چلتی رہی۔

سب سے پہلے امویوں نے اس کی حفاظت کا اہتمام کیا، اُس کے بعد عباسیوں اور پھر سلاطینِ ممالیک اور بالآخر سلاطینِ عثمانیہ کی قسمت جاگی اور یہ عظیم

تبرک فتح مصر کے بعد اُن کے پاس پہنچ گیا جو اس وقت ''طوپ قاپی پیلس میوزیم'' میں محفوظ ہے۔

سلاطینِ عثمانیہ کا معمول رہا کہ وہ جہاں بھی جاتے اس بردۃ السعادۃ کو خیر و برکت کیلئے ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتے۔ اسی طرح جنگوں کے دوران بھی اس مقدس و بابرکت تبرک کو اپنے ہمراہ لے جایا کرتے۔

سلطان محمد ثالث (1595-1603ء) جب معرکہ ''اُکری'' کیلئے روانہ ہوئے تو بردۃ السعادۃ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے علم مبارک کو بھی ساتھ رکھا۔ عثمانی فوج جب شکست کے قریب ہوئی تو شیخ سعدالدین آفندی نے سلطانِ معظم کو عرض کیا کہ

''اَنْتَ مِنْ سَلَاطِیْنِ آلِ عُثْمَانَ الْعَاشِقِیْنَ

لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ''

آپ تو سلاطینِ آلِ عثمان ہیں جن کا شمار رسول اللہ ﷺ

کے عشاق میں ہوتا ہے

اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اس بردہ مبارکہ کو زیب تن فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ آپ کو جنگ میں فتح نصیب فرمائے۔ نعرہ ہائے تکبیر و تہلیل میں سلطانِ معظم نے بردہ شریف زیب تن کیا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس متبرک بردہ کے طفیل فتح و نصرت نصیب ہوئی۔

سرکار دو عالم ﷺ کا علم مبارک (لواء السعادۃ)

رسول اللہ ﷺ کا علمِ خاص جو ''اَلْــعُــقَــاب'' کے نام سے مشہور تھا۔ ''طوپ قاپی میوزیم'' کے حجرۂ خاصہ میں چاندی کے ایک صندوق میں محفوظ ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قرآن پاک

''طوپ قاپی میوزیم'' کے سابقہ ڈائریکٹر ''تحسین اوز'' بیان کرتے ہیں کہ قرآنِ پاک کے دو نسخے ایک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک سے تحریر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے تحریر شدہ دو نسخے اس میوزیم میں موجود ہیں۔ یہ بات قطعی طور پر درست ہے کہ وہ نسخہ جس کی تلاوت کے دوران حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے وہ قرآن پاک اس میوزیم کے تبرکات میں موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطوط مبارکہ

☆ وہ خط مبارک جو آپ ﷺ نے شاہِ مقوقس کو ارسال کیا تھا۔ 1850ء مصر میں یہ خط منظرِ عام پر آیا تو اسے سلطان عبدالمجید کو آستانۂ استنبول ارسال کر دیا گیا۔ جنہوں نے اس خط مبارکہ کیلئے سونے کا ایک خوبصورت بکس بنوا کر اُسے محفوظ کروا دیا۔

☆ امیر احساء منظر بن ساوی کو تحریر کیا جانے والا خط ''طوپ قاپی میوزیم'' میں حوالہ نمبر 397/21 کے تحت موجود ہے۔

☆ مسیلمہ کذاب کو تحریر کیا جانے والا خط حوالہ نمبر 169/21 کے تحت محفوظ ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا خط مبارک جو حارث بن ابی شمر الغسانی کو تحریر ہوا تھا وہ میوزیم کے حوالہ نمبر 674/21 کے تحت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک جس پر درج ذیل عبارت تحریر ہے،

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک اور اُن کے فیوضات و برکات

صحابۂ کرام، رسول اللہ ﷺ کے رأس (سر مبارک) شریف اور لحیہ مبارکہ (داڑھی شریف) کے موئے مبارک جمع کرتے رہتے اور خیر و برکت کے حصول کیلئے اُنہیں محفوظ رکھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حلاق (حجام) کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو قطع فرما رہے تھے، احباب اردگرد جمع تھے اور کسی بھی موئے مبارک کو زمین پر گرنے سے پہلے اُٹھا کر اپنے پاس محفوظ کر لیتے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے معمر بن عبداللہ سے حلق کروایا اور حضرت ابی طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ کو موئے مبارک دیئے کہ ان کو صحابہ کرام میں تقسیم کر دیں۔

☆ حضرت سیدنا خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا جسے آپ اپنے عمامہ میں محفوظ رکھتے، اور اس موئے مبارک کی برکت سے کسی بھی جنگ میں آپ کو شکست نہ ہوئی۔

☆ فاتح افریقہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس سرکارِ دو عالم ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا۔ قربِ وصال اُس موئے مبارک کو اپنی زبان کے نیچے رکھ لیا، تا کہ سوالِ قبر میں آسانی ہو جائے۔

☆ مشہورِ زمانہ تفسیر ''روح البیان'' کے مفسر ''حضرت شیخ اسماعیل حقی برصوی'' اپنی کتاب ''تحفۃ العطائیہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ ملکِ شام کے سلطان حضرت نور الدین زنگی کے پاس سرکارِ مدینہ ﷺ کے چند ناخن مبارکہ اور ایک موئے مبارک تھا۔ آپ نے قبل از وصال وصیت فرمائی تھی

کہ موئے مبارک کو اُن کی آنکھوں پر رکھا جائے اور ناخن مبارک آپ کے ہونٹوں پر رکھے جائیں۔ انہی تبرکات مقدسہ کی وجہ سے سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی قبرِ مبارک انوارِ محمدیہ ﷺ کا مرکز بن گئی۔ لوگ آج تک آپ کے مزارِ مبارک کی زیارت کرتے ہیں۔ اِس مقام پر مانگی ہوئی دُعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے کثیر تعداد میں موئے مبارک **''طوپ قاپی میوزیم''** میں خوبصورت انداز میں محفوظ ہیں۔ ان کی زیارت کر کے فیض و برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔ **''طوپ قاپی میوزیم''** کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلاطینِ عثمانیہ اور وہ اعلیٰ شخصیات جو محل میں مقیم ہوا کرتی تھیں، اُن کے پاس رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک محفوظ ہوتے جو اُن کی وفات کے بعد تبرکاتِ مقدسہ میں شامل کر لئے جاتے۔

الحمدللہ! دنیا کی طرح پاکستان میں بھی کئی خانقاہوں اور شخصیات کے پاس سرکارِ دو عالم ﷺ سے منسوب موئے مبارک محفوظ ہیں۔ اسی طرح دربارِ عالیہ قادریہ سدرہ شریف میں بھی کئی موئے مبارک اور دوسرے کئی اہم تبرکاتِ مقدسہ موجود ہیں۔

نقش پا ﷺ

نبی اکرم ﷺ کے معجزاتِ مبارکہ میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کسی پتھر پر قدم مبارک رکھتے تو آپ کے قدموں کے نشاناتِ مبارکہ اُس پتھر پر نقش ہو جاتے۔

رسول اللہ ﷺ کے کئی نقشِ پاء مبارکہ اس میوزیم کی زینت بنے ہوئے ہیں جن کی زیارت کی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارکہ (نعل السعادۃ)

سرکارِ دوعالم ﷺ کے نعلین مبارکہ کو تاریخِ عثمانی میں "**نعل السعادۃ**" یا "**بشماق شریف**" کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اِن نعلینِ مبارکہ کی زیارت اِس میوزیم میں کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا پیالہ مبارک (القدح الشریف)

آنحضرت ﷺ اپنے صحابۂ کرام کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ سے گزرتے ہوئے کچھ دیر کیلئے آرام فرما ہوئے اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اِسْقِنَا یَا سَهْل" (اے سہل ہمیں پانی پلاؤ)۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے پاس مٹی کا ایک پیالہ تھا جس میں انہوں نے سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کو پانی پیش کیا۔ جسے بعد میں انہوں نے تبرکاً محفوظ کرلیا کیونکہ اِس پیالہ مبارکہ پر سرکارِ دوعالم ﷺ کے ہونٹ مبارک مَس ہوئے تھے۔ بعد میں صحابی رسول ﷺ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے یہ پیالہ مبارک حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر انہیں ہدیہ کردیا تھا۔

ایک طویل عرصہ تک یہ پیالہ مبارک مشہور عالم "**القلقشندی**" کے گھرانے میں محفوظ رہا جو سال 921ھ میں شام کے ایک گورنر کو منتقل ہوگیا۔ نو صدیاں گزرنے پر پیالہ مبارکہ کا بیرونی حصہ کچھ خراب ہوگیا تھا جس کیلئے چاندی کا بیرونی غلاف بنایا گیا جس کے اوپر پیالہ کی پوری تاریخ عربی زبان میں درج ہے اور موٹے الفاظ میں آیۃ الکرسی کندہ ہے۔ یہ پیالہ مبارکہ بھی اِس وقت "**طوپ قاپی میوزیم**" میں محفوظ ہے۔

قوس الرسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی کمان جس کی لمبائی 118 سینٹی میٹر ہے۔ "**طوپ قاپی میوزیم**" میں موجود ہے۔ اِس کمان مبارکہ کی حفاظت کیلئے سلطان احمد اوّل نے سونے اور چاندی کا ایک غلاف بنوایا جس پر ترکی زبان میں جو عبارت لکھوائی گئی اُس کا عربی ترجمہ درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ بِهِ الْعَوْنُ

هٰذَا الْقَوْسُ لِسَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ/هٰذَا قَوْسُ بُرْجِ قَابَ

قَوْسَيْنِ/ هٰذَا الْقَوْسُ نِهَايَةُ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى............

اِس کمان مبارک کا وزن 286 گرام اور غلاف کا وزن 290 گرام ہے

حجر التیمّم

وہ پتھر مبارک جس پر رسول اللہ ﷺ تیمّم فرمایا کرتے تھے وہ پتھر اِس وقت "**طوپ قاپی میوزیم**" کی زینت ہے۔ اِس پتھر مبارک کا سائز 4x9 سینٹی میٹر ہے جس پر درج ذیل عبارت تحریر ہے۔

هٰذَا تُرَابٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ اِسْتَعْمَلَتْهُ يَدُ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدِ الْمُبَارَكَةُ فِيْ غَزْوَتِهٖ

یہ خاک مبارکہ مدینہ منورہ کی ہے جسے آپ ﷺ نے ایک غزوہ کے دوران استعمال فرمایا تھا۔

دندانِ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارکہ کا ایک حصہ جو غزوۂ احد میں شہید ہوا تھا

اِس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' میں محفوظ ہے۔ سلطان وحید الدین خان نے اُس کیلئے ایک بکس بنوا کر اُس پر قیمتی پتھر جڑوائے اور اُس میں یہ تبرکِ عظیم محفوظ کر دیا۔

''العنزہ'' حبشی لاٹھی

''العنزہ'' کی ایک منفرد اور انوکھی کہانی ہے جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ روح پرور بھی ہے "عنزہ" عربی زبان میں اُس لاٹھی کو کہتے ہیں جو عصا سے بڑی مگر نیزہ سے چھوٹی ہوتی ہے اس کی نوک بھی نیزے کی نوک کی طرح ہوتی ہے جو لاٹھی کے نچلے حصہ میں ہوتی ہے اور بوڑھے بزرگ اس کو سہارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

شاہِ حبشہ حضرتِ نجاشی رضی اللہ عنہ نے مہاجرین حبشہ کی آخری جماعت کی روانگی کے وقت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو یہ عصا تحفہ کے طور پر دیا تھا جو انہوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عصا اپنے دستِ مبارک میں تھام کر خطبۂ جمعہ اور خطباتِ عیدین ارشاد فرماتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے تو مؤذن مسجد نبوی شریف میں یہ عصا مبارک اٹھائے ہوئے آگے آگے چلتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تو یہی عصا سُترہ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زمین میں گاڑ دیا جاتا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ عصا مبارک خلفائے راشدین سے ہوتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ 244ھ میں جب عباسی خلیفہ "متوکل" شام کے دورہ پر دمشق گیا تو دیگر آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سمیت یہ عصا بھی اُموی خلیفہ کے

بعض وارثوں سے اس کی حفاظت میں آ گیا۔

یہ عصا مبارک حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی حسین، پاکیزہ اور مقدس یادگار ہے جسے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے چھوا، محبت سے سنبھالا اور پھر اپنے خلفاء کے توسط سے اپنی اُمت کو تحفہ کے طور پر عطا فرمایا تھا کہ یہ یادگار قیامت تک محفوظ رہے اور تمام خلقِ خدا اسے دیکھتی رہے اور یوں ایک عاشقِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ سے بھی امت مسلمہ محبت کرتی رہے اور اُس کا نام زندہ و جاوید رہے۔

شاہِ حبشہ کا بھیجا ہوا یہ عصا مبارک بھی "طوپ کاپی پیلس" کی زینت بنا ہوا ہے اور عجائب گھر میں آنے والے خلقِ خدا کی نگاہوں کا مرکز ہے۔ یہ تبرک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قابلِ زیارت ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک

یہ عصاء مبارک فتح مصر کے بعد سلطان سلیم اوّل اپنے ہمراہ لائے تھے جو اس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' میں موجود ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا عمامہ شریف (پگڑی شریف)

فتح مصر کے بعد سلطان سلیم اوّل اس عمامہ شریف کو دوسرے تبرکات کے ہمراہ استنبول لائے جسے کچھ عرصہ تک آپ خود استعمال کرتے رہے بعد میں عثمانی سلاطین کی تخت نشینی کی تقاریب کے موقع پر عمامہ یوسف خیر و برکت کیلئے سلاطین کے سروں پر رکھا جاتا۔ سلطان سلیمان القانونی جب تخت سلطانی پر جلوہ افروز ہوئے تو انہیں یہ عمامۂ یوسفی پہنایا گیا۔ اُس کے بعد اُنہی کے دورِ حکومت میں ایک اور عمامہ بنوایا گیا جو عمامۂ یوسفیہ کے مشابہ تھا اور عمامہ یوسفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

سیوف مبارکہ (تلواریں)

رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور جلیل القدر صحابۂ کرام کی تلواریں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی تلوار کی زیارت "طوپ قاپی میوزیم" میں کی جاسکتی ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے دو پیالے

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے پتھر کے دو پیالے جن کے بیرونی اطراف میں درودِ پاک اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اسمِ مبارک تحریر ہے۔ "طوپ قاپی میوزیم" میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا تبرکات نبویہ و تبرکات مقدسہ کے علاوہ درج ذیل اشیاء مبارکہ بھی اس عظیم و ضخیم عجائب گھر کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

خانہ کعبہ کے تالے اور چابیاں

قبر سیدۃ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کے دروازے کا تالا اور چابی

حجر اسود کے غلاف / لکڑی کا باب کعبہ / میزاب ھائے رحمت

غلاف ھائے بیت اللہ و غلاف ھائے حجرۂ روضۂ رسول ﷺ

چار انبیائے کرام کے روضۂ مبارکہ کے غلافوں کے ٹکڑے

سید الاولین والآخرین ﷺ کی قبر مبارک کی خاک مبارک

فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی قمیص، جائے نماز اور نقاب مبارکہ

سیدۃ عائشہ صدیقۃ رضی اللہ عنہا کا حجاب مبارک

خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارکہ

شیخ عزیز محمود خدائی کی نعل مبارک

حضرت سید احمد الرفاعی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی خاک

سیدنا امام عبدالوھاب الشعرانی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارکہ

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارکہ کا ایک قطعہ

اس کے علاوہ بھی بے شمار تبرکاتِ مقدسہ "طوپ قاپی میوزیم" کی زینت بنے ہوئے ہیں جن کی ایک طویل فہرست مرتب ہوسکتی ہے۔

عمارتِ تبرکاتِ نبویہ کے مقام پر ایک قاری قرآن نہایت ہی پر کیف و دلکش آواز میں تلاوتِ کلام پاک میں مصروف رہتے ہیں۔

بحمداللہ! شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں ان تبرکاتِ نبویہ و مقدسہ سے اپنے قلوب واذہان کو منور کیا جس کے بعد محترمی جناب ڈاکٹر محمد فاضل الگیلانی کی پر خلوص دعوت پر (Speedy Tram) میں سوار ہوکر اُن کے دفتر روانہ ہوئے۔ جہاں پر ترکش چائے اور کافی سے احباب کی تواضع ہوئی۔

شہزادۂ غوث الثقلین اور ڈاکٹر صاحب مختلف علمی و تحقیقی موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ اسی دوران نمازِ ظہر ادا کی اور ڈاکٹر صاحب کی طرف سے پر تکلف کھانے کی دعوت میں شریک ہوئے۔

ڈاکٹر محمد فاضل الگیلانی ایک طویل عرصہ سے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تالیفات پر کام کررہے ہیں۔ جن کی تفصیل اور آئندہ کے پروگرام سے شہزادۂ غوث الثقلین کو مطلع فرمایا۔ آپ نے اُن کے جملہ تحقیقی و علمی کام کو تہہ دل سے سراہا اور دُعائیں دیں۔

مزار مبارک سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ

شہزادۂ غوث الثقلین اور ڈاکٹر محمد فاضل الگیلانی کی قیادت میں حضرت سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ کا مزارِ مبارک آپ کے نام سے ہی منسوب علاقہ "فاتح" میں واقع ہے اور عثمانی فنِ تعمیر کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اِس سلطانِ عظیم نے بیس سال کی عمر میں امورِ سلطنت سنبھالے اور مشہور پیرامیہ بزرگ حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ تربیت رہنے کے نتیجہ میں قسطنطنیہ کو فتح کر کے "فاتح" کا لقب حاصل کیا۔

بارگاہِ سلطان محمد الفاتح میں سلام پیش کیا۔ فاتحہ شریف پڑھی اور پھر قافلۂ عشق و محبت شہزادۂ غوث الثقلین کے ہمراہ آپ کے مزارِ مبارک پر ایک خوبصورت چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ دعا کے بعد مسجد سلطان محمد الفاتح کی زیارت کو روانہ ہوئے جو ترکی فنِ تعمیر کا اعلیٰ و نادر نمونہ ہے۔

سلطان محمد الفاتح نے عیسائیوں کے اس عظیم مرکز اور مستحکم قلعے کو فتح کر کے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خواہش کو پورا کر دکھایا۔ نبی اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں فتحِ قسطنطنیہ کی خواہش کا اظہار فرماتے ہوئے اُس کے فاتحین کو جنت کی بشارت دی تھی۔

سلطان محمد الفاتح کا عہدِ خلافت رواداری اور برداشت کا عہد سمجھا جاتا تھا جس میں اُس نے بازنطینیوں کے ساتھ نیک سلوک کیا جو قرونِ وسطیٰ کے یورپین کے لئے حیران کن تھا۔

سلطان محمد فاتح کے دور میں عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ مثالی سلوک کیا جاتا تھا اور انہیں ہر قسم کی خود مختاری حاصل تھی۔

مساجد استنبول

کثرت مساجد کی وجہ سے استنبول کو مسجدوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ ہر علاقہ میں کئی کئی مساجد موجود ہیں۔ اکثر مساجد عثمانی سلاطین کی یادگاریں ہیں اور کچھ نئی تعمیر بھی ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ! شہر استنبول کی کئی تاریخی مساجد میں نماز کی ادائیگی کا شرف حاصل ہوا اور اُن میں سے چند مساجد کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مسجد خرقہ شریف

مسجد خرقہ شریف میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ایک خرقہ مبارک موجود ہے، جو آپ ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کیلئے اِرسال فرمایا تھا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ خرقہ مبارکہ آپ کے بھائی کی اولاد کے پاس رہا۔ کیونکہ آپ نے شادی نہ فرمائی تھی۔ 1027ھ یہ بردۂ شریفہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے گھرانے میں جناب شکر اللہ آفندی کے پاس پہنچا جو اِسے استنبول لے کر آئے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی وہ چادرِ مبارکہ جو "**طوپ قاپی میوزیم**" میں موجود ہے "**بردۃ السعادۃ**" کے نام سے مشہور ہے اور وہ جبہ مبارکہ جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا تھا وہ "**بردۃ الشریفہ**" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بردہ شریفہ جناب شکر اللہ آفندی کے گھر واقع علاقہ "**فاتح، استنبول**" میں موجود تھا اور ہر سال رمضان المبارک میں وہ اِس کی زیارت کروایا کرتے تھے۔ اِس وجہ سے شکر اللہ آفندی اور اُن کی اولاد "**شیوخ البردہ الشریفہ**" کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آج کل یہ خرقۂ مبارکہ مسجد "**خرقۂ شریف**" واقع علاقہ "فاتح، استنبول" میں موجود ہے۔ اِس مسجد مبارک کی تعمیر 1851ء میں عثمانی سلطان عبدالمجید نے کروائی۔ الحمدللہ! اب بھی ہر

سال ماہِ رمضان المبارک میں اس خرقہ مبارکہ کی زیارت کروائی جاتی ہے۔

اِس مسجد مبارک میں داخل ہوئے، نمازِ مغرب ادا کی۔ امام صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ صاحبزادہ صاحب کا تعارف کروایا جس پر امام صاحب بہت خوش ہوئے اور دُعائیں دیں۔ ترکی زبان میں ترجمانی کے فرائض جناب محمد جواد صاحب نے ادا کئے۔ مسجد سے باہر نکل کر مسجد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایڈریس پوچھا اور اُس جانب روانہ ہوئے۔

حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید تھے۔ حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ نے آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان مُراد دوم کے جھولے میں موجود بچے "**محمد**" کا اُستاد مقرر کیا تھا جن کی تربیت کے نتیجے میں اِس بچے نے بڑے ہو کر قسطنطنیہ پر فتح حاصل کر کے دنیا میں "**فاتح**" کے لقب سے مشہور ہوا۔ مسجد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے، دو رکعت نفل ادا کئے۔ امام صاحب مسجد میں موجود بچوں کو درسِ قرآن دے رہے تھے۔ اُن سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ محمد جواد صاحب نے ترکی زبان میں صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی صاحب کا تعارف کروایا، جنہوں نے امام صاحب کی خدمت میں خوشبو کا نذرانہ پیش کیا اور اُن سے اجازت لینے کے بعد علاقہ "فاتح" پہنچے۔

ترکی میں مغرب سے قبل تمام مزارات بند ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ تمام سرکاری تحویل میں ہیں۔ وقت کافی گزر چکا تھا لیکن بارگاہِ سلطان محمد الفاتح میں حاضری دینا ضروری سمجھا۔ باہر سے ہی آپ کی بارگاہ میں عاجزانہ سلام کا نذرانہ پیش کیا، دُعا کے بعد کچھ حاجاتِ ضروریہ خریدیں اور واپس رہائش گاہ روانہ ہوئے جہاں

شہزادہ غوث الثقلین ہمارے منتظر تھے۔ آپ کی خدمت میں آج کی زیارات کی تفصیل بیان کی جسے سننے کے بعد آپ خوش ہوئے اور دُعائیں دیں۔

مسجد فاتح

فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد الفاتح کے حکم سے تعمیر ہونے والی یہ جامع مسجد عثمانی طرزِ تعمیر کا ایک اہم نادر اور یادگار مسجد ہے جو فتح قسطنطنیہ کے بعد اس شہر میں تعمیر کی جانے والی پہلی مسجد ہے جس کے ماہرِ تعمیرات عتیق سنان تھے جنہوں نے اس عظیم و ضخیم مسجد کو سات سال کے عرصہ میں تعمیر کیا۔

مسجد کی عمارت انتہائی منصوبہ بندی سے تیار کی گئی جو نہ صرف ایک عمارت بلکہ عمارات کا مجموعہ تھی جس میں مدارس، کتب خانہ، شفاخانہ، مسافر خانہ، کاروان سرائے، حمام اور لنگر خانہ موجود تھے۔ یہ مسجد 1509ء کے زلزلے میں بری طرح متاثر ہوئی جس کے بعد اسے مرمت کے مراحل سے گزارا گیا لیکن 22 مئی 1766ء میں آنے والے زلزلے میں یہ مسجد مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ موجودہ مسجد عثمانی سلطان "**مصطفی ثالث**" کے حکم پر معمار "**محمد طاهر**" نے تعمیر کی۔

مسجد "**فاتح**" کے احاطہ میں فاتح قسطنطنیہ "**سلطان محمد فاتح**" کا مزار مبارک بھی ہے جو قابلِ دید اور لائق زیارت ہے کثرت سے لوگ یہاں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

مسجد سلیمانیہ

مسجد سلیمانیہ شہر استنبول کی ایک عظیم جامع مسجد ہے یہ مسجد سلطان سلیمان اول (سلیمان قانونی) کے حکم پر مشہور عثمانی ماہرِ تعمیرات معمار "**سنان پاشا**" نے تعمیر کی

جس کی ابتداء 1550ء میں اور تکمیل 1557ء میں ہوئی۔

مسجد سلیمانیہ کو بازنطینی طرزِ تعمیر کے شاہکار ''ایا صوفیہ'' کے مقابلے میں تعمیر کیا گیا جسے عیسائی طرزِ تعمیر کا عظیم شاہکار قرار دیتے ہوئے دعویٰ کرتے تھے کہ اُس گنبد سے بڑا کوئی گنبد تعمیر نہیں کیا جا سکتا۔ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے مشہور ماہر تعمیرات ''سنان پاشا'' نے مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا اور یہ عظیم نادر الوجود شاہکار تخلیق کیا۔

مسجد سلیمانیہ کی لمبائی 59 میٹر اور چوڑائی 58 میٹر ہے اسکا گنبد 53 میٹر بلند اور 57.25 میٹر قطر کا حامل ہے مسجد کے چار مینار ہیں مسجد کے علاوہ وسیع وعریض صحن، لنگر خانہ، دار الشفاء، مدارس اور دار الحدیث تعمیر کیے گئے۔ اسی مسجد سے ملحقہ باغیچے میں سلطان سلیمان اول اور اُن کی اہلیہ کی مزارات ہیں۔

مسجد کی آخری تزئین وآرائش 1956ء میں کی گئی۔ استنبول کے مشہور ترین مقامات میں سے یہ ایک مقام لائق زیارت ہے۔

مسجد سلطان أحمد (نیلی مسجد Blue Mosque)

مسجد عثمانی سلطان ''احمد اول'' کی بیرونی دیواروں کے نیلے رنگ کے باعث اسی نیلی مسجد کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اُس دور میں یہ واحد مسجد تھی کہ جس کے 6 مینار تھے۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر سلطان احمد کو جب یہ علم ہوا کہ اُس کی مسجد کے 6 مینار ہیں تو اُس نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ اس وقت یہ اعزاز وشرف عظیم صرف مسجد حرام کو تھا کہ اُس وقت اُس کے میناروں کی تعداد 6 تھی۔ (اس ایک ہی بات سے سلاطین عثمانیہ کے ادب واحترام کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے)

اب چونکہ مسجد سلطان احمد کی بھی تعمیر مکمل ہو چکی تھی جس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسجد حرام

شریف میں ایک مینار کا اضافہ کر دیا جائے تا کہ اُس کے میناروں کی تعداد سات ہو جائے اور سلطان احمد کی مسجد کی مینار 6 ہی رہیں۔

اس مسجد کے طرزِ تعمیر کی ایک خاص بات یہ ہے کہ نماز جمعہ کے موقع پر جب امام صاحب خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو مسجد کے ہر کونے اور ہر جگہ سے امام صاحب کو آسانی دیکھا اور سنا جا سکتا ہے۔ مسجد کے ہر مینار پر تین شیڈ (چھجے) بنے ہوئے ہیں اور کچھ عرصہ قبل تک مؤذن مینار پر چڑھ کر 5 وقت نماز کے لئے اہل ایمان کو پکارتے تھے آج کل اس کی جگہ ساؤنڈ سسٹم استعمال کیا جاتا ہے۔ شام کے وقت رنگین برقی قمقمے اس عظیم مسجد کے جاہ وجلال میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

جب تک اسلامی فن تعمیر کا یہ حسین وجمیل نمونہ قائم رہے گا عثمانی سلطان ''احمد اول'' کا بھی زندہ رہے گا۔ مسجد سے ملحقہ علاقہ ''سلطان احمدؒ'' کے نام سے موسوم ہے اور اسی مسجد کے دامن میں عثمانی سلطان احمد کی آخری آرامگاہ ہے جو قابل دید اور لائق زیارت بھی ہے۔

مسجد بیبک

یہ مسجد استنبول میں باسفورس کے کنارے واقع ہے اس کی تعمیر سال 1913ء میں مکمل ہوئی، اس میں عثمانی طرزِ تعمیر کا عکس دکھائی دیتا ہے۔ مسجد خوبصورت اور لائق زیارت ہے۔ بحمد اللہ! اپنے میزبان شیخ عثمان نقشبندی اور اُن کے پوتے یونس از دمیر کے ہمراہ اس مسجد میں بندہ ہذا کو مورخہ 24 جولائی 2004ء بروز ہفتہ نماز مغرب کی اذان دینے اور جماعت کروانے کا بھی شرف حاصل ہوا اور انتظامیہ کی طرف ہماری عزت وتکریم بھی کی گئی۔

مسجد سیّدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ (استنبول، ترکی)

أیا صوفیہ Ayasofia

أیا صوفیہ ایک آرتھوڈوکس گرجا جسے فتح قسطنطنیہ کے بعد فاتح قسطنطنیہ "سلطان محمد فاتح" نے مسجد میں تبدیل کردیا۔

جدید ترکی کے بانی کمال اتاترک نے اس کی گرجے اور مسجد کی حیثیت کو ختم کر کے عجائب گھر بنادیا۔

4 صدی عیسوی کے دوران اس مقام پر تعمیر ہونے والے گرجے کے کوئی آثار اب موجود نہیں ہیں۔ پہلے گرجے کی تباہی کے بعد قسطنطین اول کے بیٹے قسطنطین دوم نے اس کی تعمیر کی۔

532ء میں یہ گرجا بھی فسادات و ہنگاموں کی نذر ہو گیا۔ اسے جسٹینین اول نے دوبارہ تعمیر کرایا اور 27 دسمبر 537ء کو یہ مکمل ہوا۔

یہ گرجا اشبیلیہ کے گرجے کی تعمیر تک ایک ہزار سے زیادہ سال تک دنیا کا بڑا گرجا رہا۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد ایا صوفیہ گرجا کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ بلاشبہ ایا صوفیہ گرجا بازنطینی طرز تعمیر کا ایک عظیم شاہکار تھا۔

عثمانی اُدوار میں ایا صوفیہ مسجد میں کئی نئے تعمیراتی کام بھی کیے گئے جن مین سب سے معروف تعمیرات 16 صدی کے مشہور ماہر تعمیرات معمار "سنان پاشا" کی تعمیر ہے جس میں نئے میناروں کی تعمیر بھی شامل ہے جو آج تک قائم و دائم ہیں۔

19 ویں صدی میں مسجد میں منبر تعمیر ہوا اور وسط میں سرکار دو عالم ﷺ اور چاروں خلفاء کرام کے اسمائے مبارکہ کی تختیاں نصب کی گئیں۔

ایا صوفیہ قابل دید ہے اور فن تعمیر کا ایک عجوبہ روزگار ہے۔

سلاطین عثمانیہ

نبی اکرم ﷺ سے عشق و محبت، دارین کی سعادت و دولت ہے۔ پھر یہ دولت جس کو میسر آجائے، اُس کا کیا کہنا۔ سلاطینِ عثمانیہ کو سرکارِ دو عالم ﷺ سے جس قدر محبت، عقیدت اور ادب و احترام تھا۔ بادشاہوں کی تاریخ میں اُس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ترک سلاطین کی آپ ﷺ سے عشق و محبت کا اگر اندازہ لگانا ہو تو آج بھی ترک سلاطین کی روضۂ رسول ﷺ اور مسجد نبوی شریف میں تعمیرات سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان سلاطین نے اپنے دورِ خلافت میں حجازِ مقدس میں آپ ﷺ کے مقامِ ولادت سے لے کر آپ ﷺ کے وصالِ مبارک تک کے ہر لمحہ سے وابستہ مقام کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنے کا اہتمام کیا۔

نبی ﷺ کے عشق میں گزری ہو زندگی جس کی
وہی تو شخص خدا کا حبیب ہوتا ہے

فتح مصر کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلاطینِ عثمانیہ کو جب حرمین شریفین کی خدمت کا شرف بخشا تو انہوں نے اِسے اعزاز سمجھتے ہوئے حد درجہ عقیدت و محبت کے ساتھ اپنی خدمات پیش کیں۔ صرف چند سلاطین کی خدمات کا ذکر ذیل میں درج ہے۔

سلطان سلیمان القانونی

☆ سلطان سلیمان القانونی اول بن سلطان سلیم اول نے مدینہ شریف کی بیرونی تین ہزار میٹر طویل دیوار کی تعمیر 1533ء میں شروع کروائی جو 1544ء میں مکمل ہوئی۔

☆ سفید اور سرخ رنگ کے سنگ مرمر سے روضہ مطہرہ کے ستون بنوائے اور

اُن پر سونے کا کام کروایا۔

سلطان سلیم ثانی

☆ سلطان سلیم ثانی بن سلطان سلیمان القانونی نے 980ھ میں حجرہ نبویہ پر ایک نہایت خوبصورت گنبد تعمیر کروا کر اُس پر طلائی گل کاری کروائی اور چھوٹے چھوٹے پتھر لگا کر اُس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کروایا۔

سلطان مُراد ثالث

☆ سلطان مُراد ثالث بن سلطان سلیم ثانی نے 998 ہجری میں سنگ مرمر کا ایک بارہ زینوں والا انتہائی خوبصورت منبر مسجد نبوی شریف کیلئے بنوا کر ارسال کیا۔ یہ منبر جمالیاتی اصولوں کے تحت بنایا گیا جو سونے کے کام سے مزین تھا۔ جنرل ابراہیم رفعت پاشا مرآۃ الحرمین (صفحہ 471) میں بیان کرتے ہیں کہ

وَهُوَ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا لَا يُوْجَدُ لَهٗ مَثِيْلٌ

اس منبر شریف کا دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی

سلطان محمود ثانی

☆ سلطان محمود ثانی نے حجرۂ مبارکہ کے گنبد شریف کو از سر نو تعمیر کروایا اور اُس پر سبز رنگ کرنے کا حکم اسی سلطان نے دیا تھا جس کی وجہ سے یہ گنبد ”گنبدِ خضریٰ“ کے نام سے مشہور ہوا۔

سلطان عبدالمجید

☆ سلطانِ مصر اشرف قایتبائی کی مسجد نبوی کی تجدید و توسیع کو کافی عرصہ گزر چکا

تھا، چنانچہ ایک بار پھر نئے سرے سے مسجد نبوی کی تعمیر کی ضرورت پیش آئی۔ عثمانی سلطان عبدالمجید اول نے استنبول شہر سے باہر ایک بستی تعمیر کروائی جس میں دنیا بھر سے ماہرین تعمیرات اور ماہرین فنون و نقوش کو اکٹھا کیا۔

سلطان وقت خود اس بستی میں تشریف لائے اور ان تمام ماہرین کو اپنے مستقبل کے منصوبے سے آگاہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر ہنرمند اپنے بچے کو پورا فن سکھائے اور ساتھ ساتھ قرآن پاک بھی حفظ کروائے، چنانچہ ایک عرصہ کے بعد حفاظ کی ایک اعلیٰ جماعت اپنے علوم و فنون کے ساتھ تیار ہوگئی۔ پھر یہ حفاظ و عاشقانِ رسول ﷺ کی جماعت مطلوبہ ساز و سامان کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوئی اور مدینہ منورہ سے بارہ میل باہر ایک بستی میں قیام پذیر ہوئے تا کہ تعمیرات کا شور و غل حرم نبوی میں نہ پہنچے۔

دورانِ تعمیر اگر کسی پتھر یا لکڑی کو درست کرنے کی ضرورت پیش آتی تو اس کو اس بستی میں لا کر ٹھیک کیا جاتا۔ تمام کارکنوں و ہنرمندوں اور ماہرین کو ہدایت تھی کہ وہ اس ساری تعمیرات کے دوران باوضو رہیں اور دورانِ کام تلاوتِ کلامِ پاک بھی جاری رہے۔

اس عاشقانہ تعمیر میں ترکوں کے جذبۂ ایمانی اور عشق و محبت کی جھلک کے علاوہ آج بھی یہ تعمیر اہل ایمان کے دلوں کو ایسا سکون عطا کرتی ہے جس کا الفاظ میں بیان ممکن نہیں۔ تعمیر کے بعد یہ ساری عمارت

"عمارت مجیدیہ" کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کے ایک دروازہ کا نام سلطان کے نام پر "باب مجیدی" رکھا گیا۔ باب السلام اور باب الرحمت کے دروازے اب تک اسی سلطان کی یاد دلاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس سلطان کے اخروی درجات میں مزید اضافہ فرمائے۔ اس عظیم سلطان کا مقبرہ علاقہ "چار شنبہ" میں مقبرہ سلطان سلیم اول کے قریب واقع ہے۔ مقبرہ میں چار قبور ہیں ایک سلطان عبدالمجید اول کی، ایک ان کی زوجہ کی اور دو بچوں کی قبور ہیں۔

☆ ہر عثمانی سلطان کی تخت نشینی کے موقع پر حجرۂ نبویہ ﷺ کیلئے نیا غلاف مبارک تیار کروا کر پیش کیا جاتا۔

☆ سلطنت عثمانیہ کی طوالت کا اصل راز بھی ان سلاطین کی رسول اللہ ﷺ سے عشق و محبت، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے انتہا درجہ عقیدت اور اولیائے کرام سے نسبت و تعلق تھا۔

آستانۂ خلافتِ عثمانیہ کی خنک ہواؤں میں سلاطین آلِ عثمان کی ایک درخشندہ اور طویل تاریخ میرے ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ اسی دوران محترمی جناب ڈاکٹر محمد فاضل گیلانی صاحب سے رابطہ ہوا جنہوں نے فرمایا کہ کل ان شاء اللہ العزیز ہماری ملاقات ہوگی۔

ضروری سمجھتا ہوں کہ اس گیلانی شخصیت کا مختصر تعارف ضرور کرواتا چلوں کیونکہ میری ادنیٰ معلومات کے مطابق عصرِ حاضر میں حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیفات کی تلاش اور اُن پر تحقیق، علمی اور نشر و اشاعت کا

اہم کام یہ عظیم شخصیت انجام دے رہی ہے۔

آپ کا اسمِ گرامی محمد فاضل جیلانی حسنی ہے۔ آپ کی ولادت جمزرق گاؤں 1954ء میں ہوئی۔ آپ کی تربیت آپ کے والدِ گرامی جناب علامہ شیخ محمد فائق جیلانی حسنی اور آپ کے جدامجد القطب الشیخ محمد صدیق جیلانی حسنی نے فرمائی۔ آپ کے جدامجد آپ کو دو سال کی عمر میں اپنے گاؤں "تیلان" لے گئے۔

گاؤں تیلان ساداتِ کرام بالعموم ساداتِ گیلانیہ کی موجودگی سے مشہور و معروف تھا۔ آپ کے جدامجد آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور انہوں نے ہی آپ کو مدینہ طیبہ طاہرہ بھیجا تھا جہاں پر آپ نے کچھ عرصہ قیام کیا اور اپنے جدِاعلیٰ سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی کی تالیفات کی تلاش کرتے رہے۔ آپ نے تیس سال حضرت شیخ کی تالیفات کی تلاش میں قریہ قریہ، شہر شہر اور ملک ملک پھرا۔

بیس ممالک کی پچاس سرکاری اور بے شمار غیر سرکاری لائبریریوں کا دورہ کیا۔ تا آنکہ آپ کو حضور غوث پاک کی سترہ کتب اور چھ رسائل تک رسائی ہوئی جن میں آپ کی تفسیرِ مبارکہ سرفہرست ہے جو صدیوں پردۂ غیب میں پڑی رہی۔

ڈاکٹر فاضل الگیلانی کی سال ہا سال کی محنت و کوشش کے بعد یہ تفسیر مبارکہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے۔

زیاراتِ ترکی کا جب پروگرام فائنل ہوا تو شہزادۂ غوث الثقلین نے فرمایا کہ ان سے رابطہ کر کے اپنی آمد کی اطلاع دے دیں۔ ڈاکٹر صاحب سے جب اس بندہ نے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں، لیکن ہمارے پہنچنے تک آپ بھی استنبول پہنچ جائیں گے۔

ادرنہ

تاریخی شہر ادرنہ استنبول سے تقریباً 230 کلومیٹر کے فاصلے پر ترکی کے مغربی حصے "تھریس" کے علاقے میں واقع ہے۔ اس شہر کی سرحدیں یونان اور بلغاریہ سے ملتی ہیں۔

ادرنہ مغربی دنیا کے لئے "باب ترکی" کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یورپ کی جانب سے ترکی آتے ہوئے یہ پہلا شہر ہے۔ یہ شہر یونان کی سرحد سے فقط 7 کلو میٹر اور بلغاریہ کی سرحد سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

عثمانی سلطان "مراد اول" نے شہر ادرنہ کو 1360ء میں فتح کیا اور آستانہ خلافت کو شہر برصہ سے شہر ادرنہ میں منتقل کر لیا اور پھر فتح قسطنطنیہ تک ادرنہ ہی عثمانی سلطنت کا "آستانہ خلافت" رہا۔

شہر ادرنہ میں عثمانی سلاطین کی بے شمار یادگاریں اب تک موجود ہیں جو قابل دید ہیں۔ جولائی 2004ء کے سفر ترکی کے دوران ہمیں اس تاریخی شہر کو دیکھنے کا موقع ملا۔ شہر ادرنہ کی مذہبی و تاریخی یادگاریں دیکھنے کیلئے ایک دن کافی ہے۔

استنبول شہر سے آرام دہ بسیں ادرنہ کیلئے بذریعہ ہائی وے وقفہ وقفہ سے رواں دواں رہتی ہیں۔ ہم صبح ساڑھے نو بجے والی بس سے ادرنہ کے تاریخی شہر کیلئے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر بس والوں کی طرف سے تواضع ہوتی رہی۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے کے بعد ہم ادرنہ شہر کے مرکزی بس اسٹینڈ پر اتر گئے۔ پھر وہاں سے مرکزِ شہر کیلئے دوسری کوچ میں سوار ہو کر وسطِ شہر پہنچے۔ اترنے کے بعد جب بس والے سے کرایہ پوچھا تو کہنے لگا کوئی کرایہ نہیں کیونکہ مرکزِ شہر تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

پورے سفرِ ترکی میں دیکھا گیا کہ لمبے روٹ والی بسیں شہر سے باہر اتار دیتی ہیں۔ اس کے بعد اسی کرایے میں مرکزِ شہر تک دوسری بسوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ ادرنہ ایک خوبصورت اور سرسبز و شاداب شہر ہے اور صفائی کے اعلیٰ انتظام کے بھی کیا کہنے۔ پورے شہر میں لگے درخت اور پھول اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس شہر میں جن مذہبی و تاریخی مقامات کو دیکھنے کا موقع ملا ان کا مختصر تذکرہ۔

مسجد سلیمیہ

ادرنہ شہر کی سب سے خوبصورت اور وسیع مسجد سلیمیہ ہے۔ عثمانی سلطان سلیم دوم کی خواہش پر مشہور ترکی معمار "سنان" نے 1569ء تا 1575ء کے درمیان اسے تعمیر کیا۔ مسجد کے چاروں کونوں میں چار انتہائی خوبصورت اور اونچے مینار دور سے ہی اس مسجد کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔

مسجدِ سلیمیہ عثمانی فنِ تعمیر کا عظیم نمونہ ہے اور قابل دید ہے۔ اس مسجد کے باہر ایک وسیع خوبصورت باغ بھی ہے جس میں عظیم ترکی معمار سنان کا مجسمہ نصب ہے۔

مسجد ایسکی

اس مسجد کی تعمیر چلپی سلطان محمد نے کروائی۔ یہ مسجد 1403ء تا 1414ء کے درمیانی عرصہ میں تعمیر ہوئی۔ یہ مسجد بھی عثمانی طرزِ تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ میں بائیں جانب ایک مقام پر یہ عبارت تحریر ہے

"ھذا مقام حاجی بیرام ولی"

ہم نے جب اس بارے میں ایک ترک سے پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ تو

اس نے بتایا کہ عظیم ولی اللہ حاجی بہرام ولی جس زمانہ میں ادرنہ میں مقیم تھے تو اس مقام پر آپ عبادت و ریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ یہ مسجد بھی قابل دید ہے۔

مسجد شریفی

اس مسجد کی تعمیر سلطان مراد دوم نے کروائی۔ یہ مسجد بھی عظیم معمار سنان کی عثمانی طرزِ تعمیر کی یاد دلاتی ہے۔ 1438ء تا 1447ء کے دوران تعمیر کی گئی یہ مسجد بھی نہایت خوبصورت اور فنِ تعمیر کا اعلیٰ مظہر ہے۔

مشہور زمانہ ترکی معمار سنان جسے "گریٹ" عظیم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے 140 چھوٹی بڑی مساجد، 17 مقبرے، 18 کاروان سرائے، 33 محلات، 33 حمامات اور کئی یادگاریں تعمیر کیں۔

بایزید کمپلیکس

یہ کمپلیکس مسجد، دارالشفاء (ہسپتال)، مدرسہ، باورچی خانہ اور وسیع ہالوں پر مشتمل ہے۔ اس کو سلطان بایزید کے معمار "خیر الدین" نے 15 ویں صدی عیسوی کے اواخر میں تعمیر کیا۔

شہر ادرنہ کی ایک تاریخی مسجد

بُرصہ

Bursa

سلاطین عثمانیہ

کا

پہلا

آستانۂ خلافت

بُرصہ

شہر بُرصہ شمال مغربی ترکی کا شہر اور صوبہ بُرصہ کا دارالحکومت ہے۔ جو استنبول سے 245 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ شہر پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ ترکی کا چوتھا سب سے بڑا شہر ہے اور کثرت باغات کے باعث یہ شہر Yesil Bursa یعنی "سبز بُرصہ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سبز بُرصہ اپنی مساجد، مقابر، عثمانی سلاطین کے مزارات، برفانی تفریح گاہوں اور زرخیز میدانوں کے باعث بھی مشہور ہے۔ ایک طویل عرصہ تک بُرصہ سلاطین عثمانیہ کا پہلا آستانۂ خلافت رہا جنہوں نے اس شہر میں بے شمار تاریخی یادگاریں تعمیر کروائیں۔

1326ء میں یہ شہر سلطنت عثمانیہ کا آستانۂ خلافت بنا اور شہر ادرنہ کی فتح تک اسے آستانۂ خلافت کا اعزاز حاصل رہا۔

بُرصہ میں کئی سلاطین عثمانیہ کے مقابر ہیں جن میں بانی سلطنتِ عثمانیہ، سلطان عثمان غازی، ان کے صاحبزادے سلطان اورحان غازی، سلطان مراد اول، سلطان بایزید اول یلدرم اور سلطان مراد ثانی سرفہرست ہیں۔ اس شہر کی کئی عظیم مساجد بھی قابل دید ہیں۔

استنبول کی زیارات (2004ء) کے بعد شہر بُرصہ کیلئے بذریعہ بس روانہ ہوئے، ترکی میں بسوں والے دورانِ سفر مسافروں کی تواضع اس انداز سے کرتے ہیں کہ بندہ حیران ہو جاتا ہے۔

ایک مقام پر بس کو ایک بہت بڑے بحری جہاز میں لے جایا گیا جہاں پر اور

بھی اس قسم کی کئی بسیں اور دوسری بڑی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد بحری جہاز آہستہ آہستہ بحرِ مارمارا کی دوسری جانب بُرصہ کی طرف روانہ ہوا، لوگ بسوں اور گاڑیوں سے باہر نکل آئے اور جہاز کے اوپر والے حصے میں چلے گئے تاکہ باہر کے خوبصورت منظر سے لطف اندوز ہوا جائے۔ باہر کا منظر بھی دیدنی تھا جہاز مختلف سمتوں سے آجا رہے تھے۔ تقریباً 35 منٹ کا یہ بحری سفر طے کرنے کے بعد ایک کنارے پر جہاز رُکا اور گاڑیاں جہاز سے باہر نکلنا شروع ہوگئیں۔ ہم بھی اپنی بس میں سوار ہوکر جہاز سے باہر آئے اور بُرصہ جانے والی سڑک پر چل پڑے۔

مرکز شہر یہاں سے قریب تھا لیکن ہم مرکز شہر آنے سے پہلے ہی ایک مقام پر اُتر گئے کیونکہ ہمارے میزبان شیخ عثمان صاحب کے عزیز وہاں پر ہمارے منتظر تھے۔ ان سے ملاقات کے بعد گاڑی میں سوار ہوکر Uludag پہاڑ کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ ایک بہت اونچا پہاڑ ہے جس کے راستوں میں اور چوٹی پر آبادیاں ہیں۔ خوبصورت مکانات، مساجد اور پارک نظر آئے۔ یہ پہاڑ ملک کی سب سے مشہور برفانی تفریح گاہ میں شمار ہوتا ہے

اس پہاڑ پر ہماری آمد کا مقصد کچھ اور تھا۔ ہم اس پہاڑ پر صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک نیک بندے سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔ جو اس پہاڑ کے کسی مقام پر قیام پذیر تھے۔ یہ شخصیت سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم مشہور و معروف بزرگ حضرت شیخ محمود آفندی تھے۔ ترکی میں ان کے مریدین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ اس شخصیت سے اس بندۂ ناچیز کی پہلی ملاقات بروز ہفتہ 14 اکتوبر 2000ء مکہ مکرمہ مسجد حرام شریف میں ہوئی تھی۔ آپ انتہائی نورانی صورت وسیرت

کے مالک ہیں۔ سر پر سفید عمامہ شریف باندھتے ہیں اور سفید لباس استعمال فرماتے ہیں۔ ان سے دوسری ملاقات بھی مکہ مکرمہ میں ہی فندق برج مکہ میں ہوئی اور اس وقت اس ناچیز نے اپنی پہلی کتاب ''زیارت مقدسہ'' پیش کی۔ اور اب ایک بار پھر ان کی خدمت میں حاضری اور ملاقات کیلئے اس اونچے پہاڑ پر سفر کر رہے تھے۔

راستہ میں ایک دو احباب سے پوچھنے کے بعد آپ کے مقام قیام پر پہنچ گئے۔ جہاں کافی تعداد میں لوگ آپ سے ملاقات کیلئے تشریف فرما تھے۔ ہمیں بھی خوش آمدید کہا گیا اور سب سے پہلے ہم سب کی ترکی کھانوں سے تواضع کی گئی۔

کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ محمود آفندی چند مریدین کے سہارے باہر تشریف لائے۔ کبرسنی کے آثار زیادہ نمایاں تھے اور ظاہری بینائی بھی کمزور ہوچکی تھی۔ ہمارے میزبان شیخ عثمان صاحب نے قدیم عثمانی زبان میں ہمارا تعارف کروایا پھر میں نے خود بھی ان سے دیارِ حبیب ﷺ کی ملاقاتوں کا تذکرہ کیا۔ آپ انتہائی محبت اور پیار سے ہمارے ساتھ گفتگو فرماتے رہے پھر دعا کروانے اور الوداعی سلام کے بعد اجازت لے کر گاڑی میں سوار ہوکر واپس شہر بُرصہ چل پڑے۔

پروگرام تو یہ تھا کہ ایک رات اس شہر میں قیام کیا جائے لیکن شیخ عثمان صاحب نے مشورہ دیا کہ میرے عزیز موجود ہیں اور ان کے پاس گاڑی بھی موجود ہے وہ آپ کو اس شہر کی زیارات کروا دیتے ہیں۔ اس کے بعد بہتر یہ ہے کہ آپ قونیہ شریف روانہ ہوجائیں۔ وقت چونکہ کافی ہوچکا تھا اس لئے اکثر مقبرے بھی بند ہوچکے تھے باہر سے ہی ان سلاطین کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ اس کے بعد نماز کی ادائیگی کے لئے جامع مسجد Ulu Cami روانہ ہوئے۔

جامع مسجد اولو Ulu Cami

یہ مسجد سلاطین عثمانیہ کی سب سے عظیم الشان مسجد ہے اور اب بھی ترکی کی عظیم مساجد میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ 20 گنبدوں اور 2 طویل میناروں والی اس خوبصورت مسجد کی تعمیر سلطان بایزید یلدرم نے 1393ء تا 1400ء کے دوران کروائی۔ اس مسجد کا غیر معمولی حصہ وہ فوارہ ہے جو مسجد کے اندرونی حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ مسجد جس جگہ پر تعمیر ہوئی ہے یہ جگہ ایک یہودی عورت کی ملکیت تھی جس نے مسجد کیلئے اس جگہ کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک رات اس یہودی عورت نے خواب دیکھا کہ دنیا کے تمام لوگ جنت کی طرف بھاگ رہے ہیں اس نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن اسے اجازت نہ دی گئی۔ اس خواب کے بعد صبح ہونے پر اس یہودی عورت نے یہ جگہ مسجد کیلئے اس شرط پر عطیہ کر دی کہ اس کے اندرونی حصہ میں پانی کا ایک فوارہ تعمیر کیا جائے۔

جامع مسجد اولو میں ایک نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور بعد نماز اس مسجد کے امام صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مسجد میں نصب خوبصورت منبر سلجوقی فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ مسجد میں جگہ جگہ انتہائی خوبصورتی سے آیاتِ قرآنی تحریر کی گئی ہیں اور لکڑی کے جس طویل وعریض قلم سے یہ تحریریں ثبت ہوئی ہیں وہ قلم بھی مسجد میں آج تک موجود ہے۔

مسجد اولو کی زیارت کے بعد چند سلاطین عثمانیہ کے مقابر میں حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔

شہر برصہ کی جامع مسجد

سلطنت عثمانیہ کے بانی عثمان غازی کا مزار مبارک

انقرہ

سلطنتِ عثمانیہ کا دارالخلافہ پہلے بُرصہ اُس کے بعد ادرنہ اور پھر فتح قسطنطنیہ کے بعد استنبول رہا، لیکن جدید ترکی حکومت نے مؤرخہ 13 اکتوبر 1923ء کو ایک حکم کے ذریعے شہر انقرہ کو ترکی کا نیا دارالحکومت قرار دے دیا۔ یہ نیا آباد شہر ہے۔ تمام غیر ملکی سفارت خانے اسی شہر میں ہیں۔ انقرہ میں کئی تاریخی مقامات قابل دید ہیں لیکن ہمارا مقصد چونکہ مزاراتِ مبارکہ اور مقاماتِ مقدسہ پر حاضری ہوتا ہے اس لئے ہم ایسے تاریخی مقامات کم ہی دیکھ پاتے ہیں۔

شہرہ انقرہ میں پہلی بار ہماری آمد نومبر 2007ء میں ہوئی۔ بس مقرر وقت پر روانہ ہو کر مقرر وقت پر انقرہ کے جدید بس اسٹینڈ پر پہنچ گئی۔ یہاں سے ایک فری بس سروس کے ذریعے مرکز شہر روانہ ہوئے۔ انقرہ میں پہلی بار آمد تھی اس لئے راستوں کے بارے میں بھی کوئی زیادہ معلومات نہ تھی۔ بس میں ہی ایک دو اشخاص سے پوچھا کہ ہم نے حضرت حاجی بہرام ولی کے مزار پر حاضری دینی ہے تو انہوں نے بتایا کہ آپ "الوستہ" سٹاپ پر اتر جائیں اور پھر وہاں سے آپ اس مزار کے بارے میں پوچھ لیں۔ لیکن اللہ والوں کے بعد از وصال بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں اور وہ اپنے مہمانوں اور مسافروں کی رہنمائی بھی فرماتے رہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ بس میں میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک ترکی شخص نے بڑے پیار و محبت سے اشاروں کی زبان میں مجھ سے کہا کہ آپ تسلی سے بیٹھے رہیں میں آپ کو حاجی بہرام ولی کے مزار مبارک تک پہنچا دوں گا۔ تھوڑی دیر میں "الوستہ" سٹاپ آ گیا بس سے اترے اور اس اجنبی شخص کی رہنمائی میں پیدل چلنا شروع کر دیا۔ کافی دیر

پیدل چلنے کے بعد ایک مقام پر پہنچ کر اس نے ہمیں باہر سے ہی حضرت حاجی بہرام ولی کی درگاہ کا نظارہ کروایا اور ہم سے الوداع ہونے کے بعد کہیں چلا گیا۔ واللہ اعلم! وہ کون شخص تھا؟ لیکن رجال الغیب تو آج بھی موجود ہیں اور وہ لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ اس شخص کے جانے کے بعد ہم نے درگاہ کے قریب ہی واقع ایک ہوٹل میں کمرہ لیا، سامان رکھا اور تازہ وضو کرنے کے بعد درگاہ حاجی بہرام ولی میں پہنچ گئے۔ مزارِ مبارک کی انتہائی خوبصورت تعمیر ہے۔ ظاہری خوبصورتی کے علاوہ ایک پر کیف و پر رقت مقام ہے۔ یہاں پر ہر وقت حاضری دینے والوں کا رش لگا رہتا ہے۔ جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی آپ کی بارگاہِ اقدس میں اپنا، اپنے اہل خانہ اور احباب کا سلام پیش کیا۔ فاتحہ پڑھی اور ایک طرف بیٹھ گئے۔

حضرت حاجی بہرام ولی کی بارگاہ میں لوگ نہایت ادب و احترام اور عقیدت کے ساتھ حاضری دیتے ہیں۔ سلام پیش کرتے ہیں، تلاوت کلام پاک اور دعاؤں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ کچھ وقت آپ کی بارگاہ میں گزارنے کے بعد مسجد حاجی بہرام ولی میں داخل ہوئے جو کہ مزار مبارک کے ساتھ واقع ہے۔ یہاں پر نمازیوں کی خاصی تعداد دیکھنے میں آئی۔ اکثر نمازیوں نے ہمیں پاکستانی جانتے ہوئے بڑے محبت بھرے انداز میں سلام و کلام کیا۔ اور پردیس میں ہمیں بھی یہ محبت بہت بھلی لگی کیونکہ ترکی میں پاکستانیوں کو ایک خاص مقام دیا جاتا ہے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد امام صاحب سے ملاقات کی اور اسی دوران سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک بزرگ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ دوسرے دن نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ایک بار پھر آپ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ دعائیں کی اور الوداعی

سلام کے بعد ہوٹل سے سامان اٹھایا اور اگلی منزل کی طرف روانگی کے لئے انقرہ ریلوے سٹیشن کی طرف چل پڑے۔

انقرہ میں دوسری بار ہماری آمد شہزادہ غوث الثقلین کے ہمراہ نومبر 2012ء میں ہوئی۔ اس مرتبہ بھی آمد کا مقصد بزرگوں کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری اور شیخ عمر الرفاعی سے ملاقات اور اُن کی خانقاہ میں حاضری تھا۔

نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد سب نے ناشتہ کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر اتاترک ایئرپورٹ استنبول روانہ ہوئے۔ سید صباح احمد ابراہیم دامت برکاتہم القدسیہ ہمارے انتظار میں ایئرپورٹ پر موجود تھے جنہوں نے شہزادۂ غوث الثقلین کا والہانہ استقبال کیا۔ کاؤنٹر کی جانب روانہ ہونے لگے تو آپ نے فرمایا میں نے پہلے ہی چار نشستیں اکٹھی رُکوالی ہیں۔ آپ اُس شخص کے پاس جائیں اور اپنے بورڈنگ پاس لے آئیں۔ کچھ دیر بعد ڈیپارچر لاؤنج سے جہاز میں داخل ہوئے۔ جہاز مقررہ وقت پر روانہ ہو کر انقرہ لینڈ کر گیا۔ تمام سفر نہایت اچھا رہا اور ایئر لائن والوں نے بھی اچھی تواضع کی۔ انقرہ پہنچے تو بارش ہو رہی تھی۔ جہاز مقررہ ٹنل کے ساتھ لگا، جہاز سے نکلتے ہی شیخ عمر صاحب کے ایک نمائندہ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور اُن کے ہمراہ ٹنل سے گزرتے ہوئے Arrival Lounge پہنچے انہوں نے خود ہی ہمارا سامان اُٹھایا اور مرکزی دروازے سے باہر نکلے۔

حضرت شیخ عمر الرفاعی اپنے درویشوں کے ایک جم غفیر کے ہمراہ شہزادۂ غوث الثقلین کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ تمام مہمانوں کو گلدستے پیش کیے گئے اور اُن پر گل پاشی کی گئی۔ گاڑیوں کی ایک طویل قطار تھی جو ہم مہمانوں کو لینے کیلئے منتظر

تھی۔ ہر مہمان کو ایک گاڑی میں بٹھایا گیا اور اُس کے ہمراہ ایک درویش بیٹھا اور یوں یہ قافلۂ عشق و محبت شہرِ انقرہ کی طویل و عریض اور خوبصورت سڑکوں کو عبور کرتا ہوا پہاڑ کی ایک چوٹی پر واقع "خانقاہِ قادریہ رفاعیہ" پہنچا۔

خانقاہ رفاعیہ کے باہر کثیر تعداد میں درویش ہاتھوں میں دف لئے شہزادۂ غوث الثقلین کی آمد کے منتظر تھے۔ آپ کی گاڑی کو دیکھتے ہی اُنہوں نے پُر کیف انداز میں دفیں بجانا شروع کر دیں۔ نعت شریف اور منقبت پڑھتے ہوئے شہزادۂ غوث الثقلین کا پر جوش اور والہانہ استقبال ہوا۔ تمام کے تمام درویش ایک لباس میں تھے۔ اس پر رونق اور پر کیف فضا میں خانقاہ کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے، نعت خوانی اور منقبتیں پیش کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ جس کے اختتام پر شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا فرمائی۔ کچھ دیر استراحت کے بعد حضرت شیخ عمر رفاعی نے شہزادۂ غوث الثقلین سے درخواست کی کہ حضرت! کھانا تیار ہے۔ برائے مہربانی آپ اپنے مہمانوں کے ہمراہ تشریف لائیں۔ سب احباب مل کر کھانے کے کمرے کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر ایک طویل و عریض دستر خوان پر انواع و اقسام کے ٹرکش کھانے سجے ہوئے تھے۔ شہزادۂ غوث الثقلین، سید صباح صاحب اور صاحبزادہ صاحب کیلئے خصوصی نشست بچھائی گئی تھی۔ کھانا تناول ہوا جو انتہائی پر تکلف و خوش ذائقہ تھا۔ دُعائے خیر و برکت کے بعد پروگرام طے پایا کہ مغرب کی نماز شہزادۂ غوث الثقلین کی امامت میں ادا کی جائے گی جس کے بعد ذکرِ قادریہ ہوگا۔

حضرت شیخ عمر الرفاعی کی خانقاہ کی چار منزلہ خوبصورت عمارت انقرہ شہر کے ایک علاقہ مامک 'Mamak' کے پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ انقرہ میں چونکہ شدید

برفباری ہوتی ہے، جس سے بچنے اور اندرونی عمارت کو گرم رکھنے کیلئے فرشوں پر لکڑی کا کثیر استعمال ہوا ہے۔ جا بجا سردی سے بچاؤ کیلئے خوبصورت ہیٹر نصب ہیں۔ ایک منزل محافلِ ذکر و سماع کیلئے، ایک منزل لنگر خانہ کیلئے، ایک منزل درویشوں کیلئے اور سب سے اوپر والی منزل خصوصی مہمانوں کیلئے مختص ہے، جو ایک بڑے صالون، رہائشی کمرے، کھانے کے کمرے، باورچی خانہ اور سٹور پر مشتمل ہے، اسی منزل میں ہمارا قیام رہا۔ خانقاہ کی قریبی مسجد میں نہایت پر کیف انداز میں مغرب کی آذان ہوئی۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے نمازِ مغرب کی جماعت کروائی جس میں مہمانوں کے علاوہ تمام درویش بھی شامل ہوئے۔ ذکرِ قادریہ اور پھر دُعا کے ساتھ یہ مختصر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ ترکش چائے کا دور شروع ہوا اور تینوں شیوخ میں مختلف موضوعات پر عربی زبان میں گفتگو ہوتی رہی۔ نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد رات کا پر تکلف کھانا تناول کیا اور زیاراتِ انقرہ کا پروگرام ترتیب دیا۔

زیارات انقرہ

شہرِ انقرہ کی سب سے مشہور و معروف زیارت درگاہ حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کا اسمِ گرامی نعمان، والد کا نام احمد اور دادا کا نام محمود ہے، لیکن آپ حاجی بہرام ولی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت 1352ء انقرہ کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ آپ کے اپنے روحانی مرشد حضرت شیخ حمید ولی المعروف بہ سمنچو بابا سے پہلی ملاقات ترکی کے شہر قیصری میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ہوئی۔ عید کے تہوار کو ترکی میں "بیرم" کہتے ہیں۔ اس لئے آپ بہرام مشہور ہوئے۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے اپنے مرشد گرامی کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔ 1412ء میں آپ کے

مرشد نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور اپنا روحانی وارث مقرر کرنے کے بعد اسی سال اس دنیا فانی کو خیر آباد کہہ دیا۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے اپنے مرشد کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس مقام پر اس وقت حاجی بہرام ولی کا مزارِ مبارک اور مسجد ہے عین اسی مقام پر آپ نے اپنی خانقاہ تعمیر کروائی تھی۔ جہاں پر لوگ قیام کرتے اور آپ سے تصوف کی تعلیم حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ ایک کثیر تعداد آپ کے ارد گرد جمع ہوگئی اور آپ نے فیض کے دریا بہانے شروع کر دیئے۔ یہ منظر دیکھ کر حاسدین نہ رہ سکے اور انہوں نے سلطانِ وقت سلطان مُراد دوم کو دارالحکومت عثمانیہ (ادرنہ) میں اطلاع کی کہ ایک آدمی جس کو حاجی بہرام کہا جاتا ہے اس نے انقرہ میں لوگوں کو اپنے ارد گرد اکٹھا کیا ہوا ہے، جو آپ کی حکومت کے خلاف باتیں کرتا ہے، ہمیں ڈر ہے کہ وہ کہیں آپ کے خلاف باغیانہ کارروائی نہ شروع کر دے۔

سلطانِ وقت کو جب یہ خبر ملی تو اس نے فوراً آپ کو ادرنہ طلب کیا۔ حاجی بہرام ولی اپنے شاگرد و مرید آق شمس الدین کے ہمراہ ادرنہ روانہ ہوئے۔ جب آپ سلطان سے ملے تو اسے یقین ہوگیا کہ اُس نے جو کچھ آپ کے بارے میں سنا ہے وہ سب جھوٹ اور غلط ہے۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم بزرگ ہیں۔ سلطان نے نہایت ادب واحترام سے آپ کو اپنے محل میں رکھا اور آپ کی خدمت گزاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ جب حاجی بہرام ولی نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو سلطان نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ کچھ دن اور میرے پاس قیام فرمائیں تاکہ میں آپ سے برکتیں حاصل کروں۔ دورانِ قیام حضرت حاجی بہرام ولی اور سلطانِ وقت کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا، جس کا مرکز ومحور صرف فتح قسطنطنیہ ہوتا۔

حضرت حاجی بہرام ولی نے سلطانِ وقت کو پیشن گوئی کر دی تھی کہ یہ تیرا کم سن بچہ جس کا نام محمد ہے بڑا ہو کر قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔ حاجی بہرام ولی نے اپنے شاگرد آق شمس الدین کو اِس بچے کا اُستاد مقرر کیا اور خود واپس انقرہ تشریف لے آئے اور لوگوں کی روحانی تربیت میں مصروف ہوگئے حتیٰ کہ 1430ء انقرہ میں آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت حاجی بہرام ولی کی بارگاہ میں لوگ نہایت عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں۔ ہم بھی شیخ عمر الرفاعی کی قیادت میں حضرت تاج الدین اولیاء کے مزارِ مبارک پر حاضری کے بعد حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچے۔

شہزادۂ غوث الثقلین، سید صباح صاحب، شیخ عمر الرفاعی، صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی اور اِس بندۂ ناچیز نے حاضری کا شرف حاصل کیا، ہدیۂ سلام پیش کیا، شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا کروائی اور قبر مبارک کو بوسہ دیتے ہوئے باہر تشریف لائے اور مسجد حاجی بہرام ولی میں نماز کی ادائیگی کیلئے داخل ہوئے۔ یہ مسجد مبارک ترکی فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے اور قابل دید ہے۔ جماعت ہوچکی تھی اس لئے شہزادۂ غوث الثقلین نے جماعت کروائی، کافی تعداد میں ترک عقیدت مند بھی نماز میں شامل ہوگئے۔ نماز کے بعد باہر نکلے تو زائرین کے ایک جم غفیر نے ان تینوں بزرگ شخصیات کو گھیرے میں لے لیا۔ کوئی دست بوسی کر رہا ہے تو کوئی قدم بوسی کیلئے تیار ہے۔ کوئی شہزادۂ غوث الثقلین سے دُعا کی درخواست کر رہا ہے تو کوئی سید صباح صاحب سے تعویذ کا طالب ہے۔ شہزادۂ غوث الثقلین اور سید صباح صاحب نے سب زائرین کو ڈھیروں دُعائیں دیں اور گاڑی میں سوار ہو کر اپنی اگلی منزل روانہ ہوئے۔

سلسلۂ ملامیہ کے ایک بزرگ جن کا اسم گرامی علی محی الدین ملامی اور عمر

مبارکہ تقریباً 102 سال ہے، سلطنتِ عثمانیہ کی آخری یادگار ہیں۔ ماشاءاللہ تندرست وصحت مند اور حافظہ بھی نہایت خوب ہے۔ اس عظیم شخصیت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

آپ ترکی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے جس دوران کئی عربی آیات اور احادیثِ نبویہ کا ذکر کیا۔ آپ نے ترکی چائے سے ہماری تواضع کی جس کے بعد ہم سب اُن سے دُعاؤں کے طالب ہوئے اور اجازت لینے کے بعد گاڑیوں میں سوار ہوئے۔

شیخ عمر الرفاعی کے درویشوں کی طرف سے آج دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔ جس کیلئے اُنہوں نے انقرہ شہر سے باہر ایک پُرسکون اور پُرکیف مقام پر ایک کلاسیکل ریسٹورنٹ کا انتخاب کیا تھا جس کی جانب جاتے ہوئے شہزادہ غوث الثقلین نے فرمایا کہ ہمارے ایک محبّ جناب سجاد احمد بھٹہ صاحب بھی انقرہ ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے آئے ہوئے ہیں، اُن سے رابطہ کریں۔ رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کانفرنس میں شرکت کے بعد انقرہ کے ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ حضرت صاحب نے اُن سے بات کی اور انہیں بھی دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ شیخ عمر الرفاعی صاحب نے اُن کیلئے فوراً گاڑی بھجوائی جو انہیں ہوٹل سے لے کر اس خوبصورت ریسٹورنٹ میں لے آئی۔

جناب شیخ عمر الرفاعی صاحب اور اُن کے احباب نے اس کھانے پر کئی اور اہم شخصیات کو بھی دعوت دے رکھی تھی۔ جن میں بلدیہ کے ڈپٹی میئر اور ایک سینئر جج جناب اسماعیل بے، اپنے دو صاحبزادوں حسن اور حسین کے ہمراہ شریک تھے۔ انتہائی پرتکلف کھانوں سے تواضع ہوئی، چائے نوش کی اور تصویری سیشن کے بعد خانقاہ قادریہ رفاعیہ روانہ ہوئے۔

خانقاہ قادریہ رفاعیہ میں محفل ذکر

حضرت شیخ عمر الرفاعی نے آج کی یہ پرکیف وخوبصورت محفل تاجدارِ سدرہ شریف کے سجادہ نشین کے اعزاز میں سجائی تھی۔ جس میں مہمانانِ گرامی کے علاوہ انقرہ کی مقتدر شخصیات اور کثیر تعداد میں درویش اور خواتین موجود تھیں۔

ہماری طرف سے قافلۂ عشق ومحبت جو سدرہ شریف سے روانہ ہوا تھا، کے علاوہ جناب سید صباح صاحب اور جناب سجاد احمد بھٹہ صاحب اس محفل کی زینت بنے۔ جس ہال میں محفل منعقد تھی مدعوین سے بھرا ہوا تھا اور ایک باپردہ حصہ خواتین کیلئے بھی مخصوص تھا۔ شہزادۂ غوث الثقلین کی آمد کے بعد محفل کا آغاز ہوا۔ پہلے نعت شریف پھر منقبت حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اور منقبت حضور سید احمد الرفاعی اور آخر میں شہزادۂ غوث الثقلین کی شان میں بھی ترکی زبان میں مدح سرائی کی گئی۔ دو تین الفاظ جو مجھے سمجھ آ سکے وہ کچھ اس طرح سے تھے "گیلانی، گیلانی یا انور گیلانی" دورانِ محفل معروف رفاعیہ طریقہ کے مطابق کھڑے ہو کر بھی ذکر کیا گیا جس کے بعد علم بلند ہوا۔

محفل ذکر کے بعد خطابات کا سلسلہ شروع ہوا جناب شیخ عمر الرفاعی صاحب نے ترکی زبان میں شہزادۂ غوث الثقلین اور خانقاہ سدرہ شریف کا تفصیلی تعارف کروایا۔ جس کا عربی ترجمہ مترجم نے کیا۔ پھر سید صباح صاحب نے عربی میں خطاب کیا جس کا مترجم نے ترکی میں ترجمہ کیا۔ آخری اور صدارتی خطاب جناب شہزادۂ غوث الثقلین کا تھا جو اُردو زبان میں تھا جس کا عربی ترجمہ اس بندۂ ناچیز نے کیا اور مترجم نے حاضرین و سامعین کیلئے اُسے ترکی میں ترجمہ کیا۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے رقت بھرے انداز میں دُعا کروائی، ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔

قیصری

شہر قیصری وسطی اناطولیہ کا ایک بڑا شہر جو پانچ شہری اضلاع پر مشتمل ہے۔ یہ شہر اناطولیہ کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ اہم محل وقوع کے باعث یہ شہر انتہائی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اولین اُموی خلیفہ حضرت امیر معاویہt کے دور میں عارضی طور پر یہ شہر مسلمانوں کے زیر نگین رہا۔ 1064ء میں معروف سلجوقی سلطان الپ ارسلان نے اس شہر کو فتح کیا، سلاجقہ روم کے عہد میں یہ شہر مرکزی حیثیت رکھتا تھا اور اسے دارالحکومت کا درجہ حاصل تھا۔ 1243ء میں اس شہر پر منگولوں کا قبضہ ہوگیا اور 15 صدی میں یہ شہر عثمانیوں کے زیر نگین آ گیا۔

شہر قیصری قدیم، تاریخی اور خوبصورت کے ساتھ روحانیت والا شہر ہے اس میں کئی بزرگوں کے مزاراتِ مبارکہ اور کئی قادری، رفاعی خانقائیں موجود ہیں۔ مزارات مبارکہ میں سرفہرست حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد مکرم و شیخ اول حضرت سید برھان الدین محقق ترمذی کا مزار پُر انوار ہے۔

قیصری شہر میں پہلی بار ہماری حاضری جولائی 2004ء میں ہوئی جب ہم قونیہ شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومی کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد اول کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے بذریعہ بس قیصری پہنچے تھے۔ قیصری کے مرکزی بس اسٹینڈ سے ایک منی بس میں مرکز شہر جانے کے لئے سوار ہوئے اور ڈرائیور کو بتادیا کہ ہمیں سید صاحب کے مزار مبارک کے قریب ہی اتار دے، آپ کا مزار مبارک ایک قبرستان کے اندر واقع ہے۔ رات کافی ہوچکی تھی اور خیال تھا کہ اب آپ کا مزار مبارک بند ہو چکا ہوگا لیکن ہماری قسمت

کہ جب ہم قبرستان سے گزر کر آپ کے مزار مبارک تک پہنچے تو آپ کے خوبصورت اور پر کیف مزار مبارک کو کھلا پایا اور جن شخصیات پر رب تعالیٰ ان کی زندگی میں چ اُن پر تجلیات نازل فرماتے رہے ان کی قبور سے نور کی شعاعیں اور اب تک انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا ہے۔ ان تمام باتوں کا تعلق محسوس کرنے سے ہے، نہ کہ تقریر و تحریر سے۔ کافی طویل سفر کے بعد پہنچے تھے، تازہ وضو کرنے کی حاجت تھی، وضو کیا اور آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہو گئے یقین مانیں کے آپ کے مزار مبارک کی زیارت سے ہی طویل سفر کی ساری تھکاوٹ یک دم دور ہو گئی اور دل و دماغ کو ایک سکون حاصل ہو گیا۔ منتظم مزار سے پوچھ کر رسم چادر پوشی ادا کی محفل نعت منعقد کی اور آپ کے مزار مبارک کے قریب دوسری قبور پر بھی فاتحہ خوانی کی، منتظم نے ہمیں بتایا اس مزار مبارک کے اردگرد قبرستان کے چاروں اطراف اولیاء اللہ کی قبور مبارکہ ہیں۔ پھر بیٹھ کر اجتماعی دعا کی گئی اور منتظم سے بھی دعا کروائی۔ پھر سیدنا برھان الدین محقق ترمذی اور حضرت مولانا روم کی کرامات کا ذکر ہوتا رہا۔ منتظم مزار ہمارے مترجم محمد یونس کو بتا رہے تھے کہ آج آپ لوگوں کا اس وقت اس مزار مبارک پر حاضری دینا بھی حضرت مولانا روم کی کرامت ہی ہے کیونکہ روزانہ یہ مزار مبارک 8 بجے تک بند کر دیا جاتا ہے۔ آپ لوگوں نے آنا تھا اور مجھے کسی غیبی طاقت نے اس وقت تک کیلئے روکا ہوا تھا۔ قارئین ہم تقریباً دس بجے کے بعد ہی مزار مبارک پر پہنچے تھے۔ منتظم مزار مبارک کہنے لگے۔ کرامات الاولیاء حق وانکارھا کفر (کرامات اولیاء حق ہیں اور ان کا انکار کفر ہے) کافی دیر تک حضرت سیدنا برھان محقق ترمذی کے مزار مبارک کے سایہ میں بیٹھے رہے قضاء نمازیں ادا کیں اور عشاء کی نماز منتظم صاحب کی معیت میں ادا کرنے اور ان کا

انتہائی شکریہ ادا کرنے کے بعد ان سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے حضرت برھان الدین محقق ترمذی کے بارے میں ایک کتاب ہمیں عنایت فرمائی۔ اندرونی و بیرونی مناظر اور مزار مبارک سیدنا برھان الدین محقق ترمذی کی مختلف جوانب سے تصاویر بنائیں۔ حضرت سیدنا برھان الدین محقق ترمذی کی خدمت میں الوداعی سلام کر کے باہر آئے اور ایک بس میں سوار ہو کر قیصری بس اسٹینڈ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے دوسری بس میں سوار ہو کر استنبول کیلئے روانہ ہوں۔

قیصری میں دوسری بار حاضری شہزادہ غوث الثقلین اور مشائخ ترکی کی قیادت میں نومبر 2011 میں ہوئی۔ انقرہ میں نمازِ فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد قیصری روانہ ہوئے جو روحانیت کا مرکز اور اولیائے کرام کی قیام گاہ ہے۔ اس سفر مبارک میں جناب سید صباح صاحب بھی ہمارے رفیقِ سفر رہے۔ قیصری شہر سے قبل ایک آبادی حاجی بکتاش ولی کے نام سے مشہور ہے جس میں مشہور صوفی بزرگ حاجی بکتاش ولی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ہے۔ حاجی بکتاش ولی کا تعلق کاظمی سادات سے تھا اور حضرت لقمان پرندہ کے زیرِ تربیت رہے۔ آپ، حضرت مولانا جلال الدین رومی اور صوفی شاعر یونس امرہ کے ہم عصر تھے۔ حاجی بکتاش ولی کا مزارِ مبارک مین سڑک سے تھوڑا اندر کی جانب ہے۔ آپ کے مزارِ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا جو انتہائی پر کیف اور انوار کا مرکز و منبع ہے۔ اردگرد کی دوسری اہم قبور اور موجود تبرکات مبارکہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ چشمۂ حاجی بکتاش ولی سے سب احباب نے پانی پیا اور الوداعی دُعا کے بعد مرکزی سڑک کی طرف روانہ ہوئے۔

قیصری شہر سے بیس کلو میٹر باہر مین روڈ پر قیصری کی ایک روحانی و بزرگ

شخصیت جناب شیخ عبدالوہاب قادری رفاعی مدظلہ العالی نے اپنے جملہ مریدین کے ہمراہ شہزادۂ غوث الثقلین کا پر جوش استقبال کیا۔ گلدستہ جات پیش کیے گئے اور گاڑیوں کی طویل قطار میں خانقاہ جناب شیخ عبدالوہاب روانہ ہوئے۔ انقرہ کے شیخ عمر الرفاعی اور شیخ عبدالوہاب رفاعی ایک ہی پیر کے مرید وخلیفہ ہیں۔ چند ہی منٹوں میں شیخ عبدالوہاب کی خانقاہ/ زاویہ کے صدر دروازے پر پہنچے جہاں دف پر منقبتیں پڑھتے ہوئے پر جوش استقبال ہوا اور گل ہائے عقیدت پیش کیے گئے۔ خانقاہ شیخ عبدالوہاب رفاعی مدظلہ قابل دید ہے اور ترکی فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے، خاص کر دیوانِ مبارک، جہاں پر محافلِ ذکر منعقد ہوتی ہیں دیکھنے کے لائق ہے۔ قبلہ پیر صاحب کو فن تعمیر سے انتہا درجہ دلچسپی ہے۔ دورانِ سفر آپ ایسی تعمیرات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ دیوان میں داخل ہونے کے بعد چائے سے تواضع ہوئی، پھر آپ نے اپنے استقبال کیلئے آنے والے احباب اور بالخصوص شیخ عبدالوہاب صاحب کا دلی شکریہ ادا کیا۔ دوپہر کے پر تکلف کھانے سے تواضع ہوئی، نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کی ادائیگی شہزادۂ غوث الثقلین کی امامت میں ادا کی۔

قیصری میں ہمارا قیام جناب شیخ عبدالوہاب صاحب کے زاویے میں رہا جنہوں نے خود اور اُن کے خدام نے خدمت کی انتہا کر دی تھی۔ شیخ عبدالوہاب صاحب کی طرف سے شہزادۂ غوث الثقلین کے اعزاز میں آج رات بعد از نمازِ عشاء ایک محفلِ ذکر و وجد کا خصوصی انتظام تھا جس میں اعیانِ شہر کے علاوہ کئی روحانی شخصیات موجود تھیں۔

دیوانِ ذکر میں شہزادۂ غوث الثقلین نے عشاء کی جماعت کروائی جس کے

ساتھ ہی محفلِ ذکر کا آغاز بانسری کی پر کیف و روح پرور آواز سے ہوا۔ پھر نعت شریف اور بعد میں منقبت حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ اور حضرت سید احمد رفاعی دف کے ہمراہ پڑھی جاتی رہیں۔ اس دوران تین کمسن بچوں نے ذکرِ رومی سے ہال میں ایک کیف کی صورت پیدا کر دی پھر جملہ احباب اور درویشوں نے کھڑے ہو کر ذکرِ رفاعی کیا۔ یہ محفلِ عشق و مستی رات ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی، اس کے بعد خطابات ہوئے جن کے عربی و ترکی ترجمے ہوتے رہے۔ شہزادۂ غوث الثقلین کا صدارتی خطاب تھا، جس میں انہوں نے ملک ترکی اور پاکستان کے قدیم تعلقات پر روشنی ڈالی اور اپنے ترک بھائیوں نے استنبول آمد سے لے کر قیصری پہنچنے تک جو پیار و محبت دیا اُس کا تفصیل سے ذکر کیا۔ آخر میں اس خانقاہ کے بانی اور جملہ مریدین کے حق میں دُعا فرمائی، جس کے بعد ملاقات کا سلسلہ جاری رہا اور پروگرام طے ہوا کہ کل شہر قیصری کی زیارات کا شرف حاصل کریں گے۔ شہر قیصری میں بے شمار زیارات قابلِ دید ہیں لیکن ان سب میں اہم و مشہور زیارت حضرت سیدنا برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کا شمار حضرت مولانا روم کے والد ماجد کے اہم مریدوں اور نامور علماء میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم کے والد ماجد نے جب وفات پائی تو اس وقت سید برہان الدین اپنے وطن ترمذ میں تھے۔ فوری قونیہ روانہ ہوئے حضرت مولانا روم نے اکثر ظاہری علوم انہی سے حاصل کیے تھے۔ اس ملاقات کے بعد سید صاحب نے مولانا کا امتحان لیا اور جب تمام علوم میں کامل پایا تو فرمایا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں تمہارے والد محترم کی باطنی امانت تمہیں

لوٹا دوں۔ اس کے بعد سید برہان الدین نے آپ کو بیعت کیا اور تقریباً نو سال تک طریقت وسلوک کی تعلیم دیتے رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ بلخ میں ہی آپ کے والد ماجد نے آپ کو سید صاحب کا مرید کروادیا تھا۔ سید برہان الدین کی خصوصی توجہ نے حضرت مولانا روم کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ حضرت مولانا جب کسی علمی تقریب میں اسرار ورموز بیان فرماتے تو لوگ پتھر کی طرح ساکت ہو جاتے۔

روایت ہے کہ سیدنا برہان الدین محقق ترمذی حضرت مولانا جلال الدین رومی کے والدِ بزرگوار کے مرید ہونے کے بعد ویرانوں اور جنگلوں میں نکل جاتے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ سروپا برہنہ 12 سال تک متواتر پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے رہے۔ ایک تھیلے میں ''جو'' رکھا کرتے دسویں دن ''جو'' کے تین دانے کھا لیتے۔ بھوک کو ضبط کرتے کرتے آپ کے سارے دانت گر گئے تھے۔ ایک روز غیب سے آواز آئی اب ریاضت نہ کرو اور اتنی زیادہ تکلیف نہ اُٹھاؤ۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ جب تک مشاہدۂ جمال نہ ہوگا اپنا مجاہدہ نہ چھوڑوں گا۔ حالت یہ ہو چکی تھی کہ جو کچھ بارگاہِ رب العالمین میں عرض کرتے وہ فوراً پوری ہو جاتی۔

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کے خاص الخواص مریدین سے روایت ہے کہ جب آپ کی ظاہری عمر ختم ہونے کو آئی اور انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ پانی گرم کرکے لاؤ پھر اس کو حجرہ میں رکھوا کر دروازہ بند کر دیا اور فرمایا شہر میں اطلاع کر دو کہ سیدِ غریب کا انتقال ہو گیا ہے، خادم کہتا ہے کہ میں نے دروازے سے جھانکا سب سے پہلے آپ نے وضو کیا اس کے بعد غسل فرمایا کپڑے بدلے اور ایک کونے میں لیٹ گئے اور با آوازِ بلند فرمایا ''آسمان اور اہلِ

آسمان پاک ہیں، پاکوں کی روحیں حاضر ہیں، اے حاضرِ وقت، جو امانت مجھے ملی تھی وہ مجھ سے لے لے، انشاء اللہ تعالیٰ مجھے صابرین میں سے پاؤ گے''۔ یہ فرمایا اور اپنی جان جاناں کے سپرد کر دی۔ خادم رونے لگا، کپڑے پھاڑ ڈالے، وزیرِ وقت شمس الدین کو اطلاع ہوئی۔ سب چھوٹے بڑے روتے ہوئے حاضر ہوئے اور آپ کو اسی مقام پر دفن کر دیا۔ دفن کے بعد بے شمار تعداد میں قرآنِ پاک پڑھوائے گئے، غرباء اور مساکین کو خیرات تقسیم کی گئی اور مزار پر گنبد بنوایا مگر چند روز بعد وہ گر گیا۔ پھر ایک محراب بنوائی گئی وہ بھی گر گئی۔ ایک شب وزیر شمس الدین کو خواب میں ارشاد ہوا کہ ہمارے مزار پر عمارت نہ بناؤ۔

چہلم کے بعد ان تمام واقعات کی اطلاع حضرت مولانا جلال الدین رومی کو دی گئی۔ مولانا روم اپنے خدام کے ہمراہ قیصری تشریف لائے۔ از سرِ نو عرس کا اہتمام کیا گیا، سید صاحب کا سامان اور کتابیں وزیر شمس الدین نے حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیں۔ مولانا نے چند چیزیں بطورِ تبرک وزیر شمس الدین کے حوالے کیں اور باقی تمام سامان قونیہ اپنے ہمراہ لے آئے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی کے پوتے اور تیسرے سجادہ نشین حضرت شیخ عارف چلپی بیان فرماتے ہیں کہ سید صاحب کی ریاضت وعبادت کی یہ حالت تھی کہ 10 یا 15 دن کے بعد روزہ افطار کرتے۔ جب نفس انتہائی مجبور کرتا تو آپ کسی دکان پر تشریف لے جاتے اور دکاندار جو پانی کتوں کے واسطے کسی برتن میں ڈال کر رکھا کرتے۔ اس پانی کو دیکھ کر اپنے نفس سے مخاطب ہوتے اور فرماتے کہ میری پہنچ تو صرف یہاں تک ہے اگر تیرا ارادہ ہے تو یہ پانی پی لے ورنہ دوبارہ مجھے تکلیف نہ دینا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ سید صاحب ابتدائے جوانی میں میرے جد امجد حضرت مولانا بہاء الدین کی خدمت میں صرف 40 دن ٹھہرے تھے اور انہوں نے آپ کو ان 40 دنوں میں کشف و ولایت و سلوک کی تمام منازل طے کروادیں تھیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ، حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ سید صاحب کا یہ مقام ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے حجرہ میں موجود تھے اور ایک رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے 80 مرتبہ سید صاحب پر تجلّی فرمائی۔ سی وجہ سے آج بھی سید صاحب کے مزارِ مبارک سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا ہے۔

اس عظیم و روحانی شخصیت کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کیلئے قبلہ شیخ عبدالوہاب صاحب کی قیادت میں گاڑیوں میں قافلہ کی صورت میں درگاہ شریف کے مرکزی دروازہ پر پہنچے۔ آپ کا مزارِ مبارک ایک وسیع و عریض خوبصورت باغ میں ہے۔ جس کے ارد گرد بے شمار بزرگانِ دین کی قبورِ مبارکہ ہیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ جن عظیم شخصیات پر اللہ تبارک وتعالیٰ تجلیات کا نزول فرماتے رہے اُن کی قبورِ مبارکہ اب بھی پُر انوار و تجلیات ہیں۔ کچھ دیر اس عظیم ہستی کے قدموں میں قیام کا شرف حاصل کیا۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا کروائی اور الوداعی سلام کے بعد مزارِ مبارک سے باہر نکلے۔ سیدنا برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر ترک لوگ کثرت سے حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اس وجہ سے مزارِ مبارک کے باہر بھی کافی رش تھا۔ شہزادۂ غوث الثقلین کو مزارِ مبارک سے باہر تشریف لاتا دیکھ کر تمام زائرین اُن کی طرف متوجہ

ہوئے۔ ملاقات کی اور دُعاؤں کے طالب ہوئے۔ جناب شیخ عبدالوہاب سے سیدنا برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر الوداعی ملاقات ہوئی اور شہزادۂ غوث الثقلین نے اُن کا انتہائی شکریہ ادا کیا اور ہم براستہ نوشہیر قونیہ شریف کیلئے روانہ ہوئے۔

نوشہیر

ایک قدیم و تاریخی اہمیت کا حامل شہر ہے۔ جس کے آثار و نوادرات کئی ہزار سال پر محیط ہیں اور قابلِ دید ہیں۔ ہمارے پروگرام میں یہ شامل نہیں تھا لیکن شیخ عمر الرفاعی صاحب نے فرمایا چونکہ ہم نے اس شہر کے قریب سے ہی گزرنا ہے لہٰذا اس شہر کے آثار کو دیکھ لیں جس پر شہزادۂ غوث الثقلین نے فرمایا ٹھیک ہے اور پھر ہم نے نوشہیر کے آثار و نوادرات کو دیکھا جو عجائب و غرائب سے لبریز ہیں۔ ان نوادرات کا بغور جائزہ لینے کے بعد شیخ عمر صاحب کے اصرار پر اُن کے ایک بزرگ رشتہ دار شیخ احسان صاحب کے گھر پہنچے جنہوں نے ہماری تواضع کی، کچھ دیر اُن کے گھر میں قیام اور دُعا کے بعد ایک خوبصورت ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد ہوٹل کی استقبالیہ خاتون نے کہا کہ میں حضرت صاحب کو سلام پیش کرنا چاہتی ہوں اور اُن سے دُعائیں لینا چاہتی ہوں۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے ہوٹل کے تمام اسٹاف کیلئے دُعائے خیر و برکت کی اور مین روڈ پر آ نکلے جو آق سرائے سے ہوتی ہوئی سیدھا مدینۃ الاولیاء قونیہ شریف رواں دواں تھی اور اب ہمارا رُخ اُس مقام کی طرف ہو گیا تھا جہاں پر ناقصوں کو کامل بنا دیا جاتا ہے۔ اِس ضمن میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کعبۃ العشاق باشد این مقام

ہر کہ ناقص آمد این جا شد تمام

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت شہرِ بلخ میں 6 ربیع الاول شریف 604 ہجری 1207 عیسوی ہوئی۔ آپ کے والدِ محترم حضرت سلطان العلماء سلطان بہاء الدین ولد فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کی عمر ابھی پانچ سال کے قریب تھی کہ ایک دن وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ چھت پر چل رہے تھے کہ کسی لڑکے نے کہا کہ آؤ اس چھت سے دوسری چھت پر کودیں، میرے بیٹے نے کہا کہ اس قسم کی حرکات تو کتا، بلی اور دوسرے جانور بھی کر سکتے ہیں، ہمت کرو اس سے آگے بڑھو آؤ! اور آسمان کی طرف پرواز کریں، یہ کہہ کر جلال الدین کچھ دیر کیلئے لڑکوں کی نظر سے غائب ہو گئے جس پر لڑکوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور کچھ دیر بعد آپ واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ جس وقت میں تم سے باتیں کر رہا تھا تو اس وقت فرشتوں کی ایک جماعت آئی اور مجھے پکڑ کر آسمان پر لے گئے، میں نے وہاں پر عجائبات عالمِ ملکوت کی زیارت کی اور جب تم لوگوں نے میرے لئے شور کیا تو وہ فرشتے مجھے واپس لے آئے۔

حضرت مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اس کے بعد حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کی شاگردی میں آئے، قیامِ بلخ میں انہی کے زیرِ تربیت رہے اور بیشتر علوم دینیہ انہی سے حاصل کئے۔ بلخ سے ہجرت کے بعد نیشاپور، بغداد، حجاز مقدس، شام اور آق شہر سے ہوتے ہوئے قونیہ پہنچے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد 25 سال کی عمر میں اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے شام کا سفر اختیار فرمایا۔

شہر حلب کے مدرسۂ حلاویہ میں شیخ کمال الدین عدیم حلبی سے فیض حاصل کیا، اس مدرسہ کے علاوہ حلب کے اور مدارس سے بھی اکتساب فیض کیا۔ مناقب

العارفین از شمس الدین الافلاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا روم نے سات برس دمشق میں رہ کر تحصیل علم کیا۔ حضرت مولانا روم کے ایک مریدِ خاص "سپہ سالار" جنہوں نے مدتوں حضرت رومی رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا، کی روایت کے مطابق آپ دمشق کے "مدرسہ برانیہ" میں تحصیل علم کیلئے قیام پذیر رہے۔ دورِ طالب علمی میں ہی حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے یہ مرتبہ حاصل کرلیا تھا کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو لوگ آپ ہی کی طرف رجوع کرتے۔ یہ امر مسلم ہے کہ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے تمام علوم دینیہ میں نہایت کمال حاصل کرلیا تھا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ "آیۃ من آیات اللہ" روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا روم کے مدرسہ میں فرمایا تھا کہ

ہر کہ می خواھد کہ انبیاء را بیند،

مولانا را بیند، سیرتِ انبیاء اوراست

(کہ جو انبیاء کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ حضرت مولانا روم کی
زیارت کرلے کیونکہ آپ کی سیرت، انبیاء کی سیرت ہے)

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ابھی پانچ سال کی تھی کہ آپ بیٹھے بیٹھے مضطرب ہوجاتے۔ آپ کے والدِ بزرگوار کے خدام آپ کو اپنے حلقہ میں لے لیتے۔ حضرت مولانا روم کی یہ حالت اس لئے ہوا کرتی کہ آپ کو بچپن سے ہی فرشتے، جنات اور رجال الغیب نظر آیا کرتے تھے۔ آپ کے والدِ محترم آپ کو

تسلی وتشفی دیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہ غیب کی چیزیں ہیں۔ آپ پر اس لئے ظاہر ہوتی ہیں کہ ہدایاتِ غیبی آپ کو بطورِ تحفہ پیش کرے۔ "خداوندگار" کا لقب آپ کے والدِ محترم شمس العلماء حضرت مولانا بہاء الدین ولد نے آپ کو عطا کیا تھا۔

ساڑھے سات بجے کے قریب ہم قونیہ شریف کی سرزمینِ مقدس میں پہنچ گئے۔ مزارِ مبارک کا پہلا سلام باہر سے کیا کیونکہ اس وقت مزارِ مبارک بند تھا۔ زاویہ قادریہ رفاعیہ شیخ علی کامل بابا پہنچے جہاں پر کثیر تعداد میں درویش شہزادہ غوث الثقلین کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ دفوں کے ساتھ استقبال ہوا، پھر پرتکلف کھانے سے تواضع ہوئی۔ رات کے آرام کیلئے ایک ہوٹل پہنچے۔ شہزادہ غوث الثقلین اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ صاحب اور میں باہر آگئے اور ایک ہوٹل میں بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہوئے۔ جب واپس ہوٹل پہنچے تو شیخ علی کامل بابا کے بھائی شیخ نادر کرنی بیوک جن سے ایک طویل عرصہ سے یاد اللہ ہے، مہربانی فرماتے ہوئے وہ ہوٹل تشریف لے آئے۔ اُن کے ہمراہ سیٹھ عبدالوحید کے صاحبزادے محمد جواد بھی تھے۔

جو کچھ ہی دیر قبل استنبول سے قونیہ شریف پہنچے تھے۔ ہوٹل کی لابی میں شیخ نادر صاحب سے طویل ملاقات ہوئی۔ کچھ تحائف جو مزارِ حضرت مولانا روم، لائبریری اور موصوف کیلئے لائے تھے اُن کی خدمت میں پیش کئے۔ چادر شریف جو مزارِ مولانا روم کیلئے لائے تھے وہ بھی اُن کے حوالے کی کہ وہ کسی مناسب وقت پر مزارِ مولانا روم پر پیش کردیں۔ شیخ نادر صاحب فرمانے لگے کہ اگر آپ جمعۃ المبارک تک رُک جائیں تو ہفتہ والے دن قونیہ کلچرل سینٹر میں محفلِ ذکرِ رومی انعقاد پذیر ہوگی میں آپ تمام

مہمانان اور شہزادۂ غوث الثقلین کو اُس محفل میں شریک ہونے کی دعوت دیتا ہوں لیکن ہم نے معذرت چاہی کیونکہ شہزادۂ غوث الثقلین زیاراتِ قونیہ شریف کے بعد واپس انقرہ جانا چاہتے تھے کیونکہ دو دن بعد ہمارے میزبان شیخ عمر الرفاعی کی غیر ملکی دورہ کیلئے روانگی تھی۔

حضرت مولانا روم کی زیارت کی فضیلت

حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے مدرسہ میں مولانا اکمل الدین کی خدمت میں بیٹھا معارف وحقائق بیان کر رہا تھا اچانک حضرت مولانا بھی تشریف لے آئے اور مجھ سے فرمانے لگے اے بہاء الدین! مجھ پر بہت زیادہ نظر کر اور میرے چہرے کو خوب دیکھ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا قیامت کے دن بھی ہمیں آپ کا دیدار نصیب ہوگا؟ فرمانے لگے خدا کی قسم! تمام علمائے عالم اور افرادِ جہان کی بخشش تیرے طفیل ہوگی پھر حضرت مولانا روم نے فرمایا ''کہ جس کسی نے مجھے دیکھا وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا''۔

حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی فضیلت

روایت ہے کہ ایک دن حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعد از وصال میرے دوست میری قبر بلند بنائیں تا کہ دور سے نظر آئے، پھر فرمایا کہ جو شخص میری قبر دیکھ کر اعتقاد پیدا کرے گا، میری ولایت کا یقین کرے گا تو اللہ تبارک وتعالی اس کی بخشش ومغفرت فرما دیں گے اور جو شخص محبتِ کامل اور یقینِ محکم کے ساتھ میری قبر کی زیارت کرے گا اس کی جو حاجت ہوگی اللہ تبارک وتعالی پوری فرمائیں گے۔ اس کے تمام مقاصد اور دین ودنیا کے مطالب پورے ہوں گے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

زبس دُعا کہ بکردم دُعا شد ست وجودم
کہ ہر کہ بیند رویم دعا بخاطر آرد

(میں دعا کرتے کرتے خود دعا بن چکا ہوں اب تو یہ حال ہے کہ جو میری زیارت کرے اس کے دل میں دعا اتر جاتی ہے)

قافلۂ عشق ومحبت، قونیہ شریف کے احباب کے ہمراہ زیارتِ مزارِ مبارک حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کیلئے روانہ ہوئے جو اس وقت ایک میوزیم کی صورت میں موجود ہے۔ خلافتِ عثمانیہ کے بعد 1926ء میں اس عظیم ومقدس مقام کو میوزیم میں تبدیل کر کے (Konya Asar-i-Atika Muzasi) قونیہ میوزیم آف ہسٹاریکل ورکس کے نام سے متعارف کروایا گیا۔ سال 1954ء میں نام تبدیل کر کے (Mevlana Muzusi) ''میولانا میوزیم'' رکھ دیا گیا اور اب یہ عظیم مقام اسی نام سے مشہور ومعروف ہے۔ اس کا موجودہ رقبہ اٹھارہ ہزار مربع میٹر ہے جو درگاہِ حضرت مولانا، آپ کی مسجد، درویشوں کے کمرے، لائبریری، تبرکات کے کمرے، سماع ہال، مطبخ، وسیع لان، صحن، وضو کی جگہ، باغیچہ اور دفاتر پر مشتمل ہے۔

مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ حضرتِ پیر رومی رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک کمرہ آتا ہے جس کو ''تلاوت چیمبر یا تلاوت قرآن پاک کا کمرہ'' کہا جاتا ہے۔ 1926ء سے پہلے یہاں تلاوت کلام پاک ہوا کرتی تھی۔ پھر زائرین حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلامی کیلئے حاضر ہوا کرتے تھے لیکن میوزیم بن جانے کے بعد اس بابرکت مقام کو خطاطی کے نمونوں کی نمائش کیلئے مختص کر دیا گیا ہے۔ اس میں قدیم دور کے مشہور خطاطوں کے فن پاروں کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔ اسی کمرہ سے

اندرونی جانب ایک اور دروازہ کھلتا ہے جو بارگاہِ پیر رومی میں داخلے کا دوسرا مرکزی دروازہ ہے۔ چاندی کا بنا ہوا یہ انتہائی خوبصورت دروازہ 1599ء میں حسن پاشا نے بارگاہِ رومی کیلئے پیش کیا تھا اس دروازہ کے دائیں اور بائیں جانب انتہائی خوبصورت اور قیمتی قالین لٹکے ہوئے ہیں۔ اس دروازہ کے اُوپر ایک خوبصورت فریم لگا ہوا ہے جس میں حضرت مولانا جامی کا شعر تحریر ہے۔ اس خوبصورت دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ رومی کا خوبصورت اور طویل ہال شروع ہو جاتا ہے یہ ہال تین گنبدوں پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد سبز گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں جس کو "قبۂ خضراء" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سبز گنبد کی تعمیر حضرت مولانا روم کے محبوب خلیفہ شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کے ایام سجادگی اور حضرت سلطان ولد کی منظوری سے شہر تبریز کے معروف ماہر تعمیرات بدر الدین تبریزی کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اُس وقت مزارِ مبارک کی تعمیر پر ایک لاکھ تیس ہزار سلجوقی درہم خرچ آیا تھا۔ ہال مذکورہ کے دائیں جانب ایک بلند اور طویل چبوترہ پر 60 قبور مبارک ہیں عین درمیان میں حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کا مزارِ پُر انوار ہے جس پر ایک خوشنما غلاف پڑا ہوا ہے۔

1565ء میں عثمانی سلطان **سلیمان القانونی** نے حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کیلئے جب سنگِ مرمر کے تعویذ پیش کئے تو حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک پر پڑا ہوا لکڑی کا تعویذ آپ کے والدِ ماجد کے مزارِ مبارک پر رکھ دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔ چبوترہ مذکورہ

پر حضرت مولانا روم کے اہل خانہ، عزیز واقارب، سجادگان اور خلفاء کے علاوہ سلسلہ مولویہ کی اہم شخصیات بھی آرام فرما ہیں، اسی طرح بائیں جانب ایک مختصر چبوترہ پر خراسان کے چھ اولیاء اللہ کے مزاراتِ مبارک بھی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک دنیا کا خوبصورت اور ڈیزائن کے لحاظ سے منفرد مزارِ مبارک ہے، ظاہری خوبصورتی اور جاہ وجلال کے علاوہ اس کے انوار وتجلیات کے بھی کیا کہنے۔ یہاں کی کیفیات اور انوار وتجلیات کا عالم ہی نرالا ہے، کیوں نہ ہوں یہ وہ ہستی عظیم ہیں کہ جن پر زندگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تجلیات کا نزول فرماتے رہے۔ حضرت پیر رومی فرمایا کرتے تھے کہ بیت اللہ شریف کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف ایک بار "اپنا گھر" کہا ہے جب کہ ستر بار مجھے اپنا بندہ کہہ چکا ہے۔

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

بارگاہِ رومی میں زائرین ہر وقت سلام کیلئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ بالخصوص جمعۃ المبارک اور چھٹی والے دن تو زائرین کا رش قابل دید ہوتا ہے۔ ہم نہایت ادب سے اس مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوئے، اندر کے پورے ماحول کو بانسری "نے" کی آواز نے پر کیف و پرسوز بنایا ہوا ہے۔ اسی لئے تو حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ پیر رومی کو اپنا ساتھی و مرشد بنالے تاکہ پھر خداوند تعالیٰ تجھے بھی سوز وگداز کی نعمت سے نواز دے۔

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

حضرت مولانا رومیؒ کی اولاد اور سلسلۂ سجادگی

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کی اولاد کا سلسلہ اب تک موجود ہے بلکہ اس اعتبار سے حضرت مولانا روم کے خاندان کا شمار دنیا کے قدیم ترین گھرانوں میں ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا روم کی اولاد میں سلسلہ سجادگی بھی اب تک جاری ہے 750 سالہ تاریخ میں 33 افراد ایسے ہیں جو اس منصب پر فائز ہوئے۔ ہر سجادہ نشین "چلپی" کے اہم خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ چلپی کا مطلب شریف، مہذب اور خوش خلق ہوتا ہے۔ حضرت مولانا رومؒ کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے محبوب خلیفہ حضرت حسام الدین چلپی پہلے سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ اُن کے وصال کے بعد حضرت مولانا رومؒ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد دوسرے سجادہ نشین بنے اور پھر آج تک یہ طریقہ کار ہے کہ اس منصب کے لئے حضرت مولانا کے خاندان کے کسی مرد کو اس مقام چلپی یا پوسٹ نشین کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اوران چلپی سجادہ نشینان میں سے اکثر کی قبور مبارکہ بھی حضرت مولانا روم کے چبوترہ پر واقع ہیں۔ اس وقت تک 32 سجادہ نشین گزر چکے ہیں۔

حضرت مولانا رومؒ کے موجودہ سجادہ نشین

حضرت فاروق ہمدم چلپی موجودہ مقام چلپی یا پوسٹ نشین کے منصب پر فائز ہیں۔ آپ حضرت مولانا رومؒ کی 22 ویں پشت سے 33 ویں چلپی ہیں۔ اس وقت آپ اپنی فیملی کے ہمراہ استنبول میں مقیم ہیں اور اپنے والد ماجد ڈاکٹر جلال الدین بکر چلپی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا روم کی تعلیمات اور اُن کے افکار کو پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف نظر آتے ہیں۔ قارئین کرام! اس لحاظ سے ہم

انتہائی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں بھی حضرت مولانا رومؒ کے خاندان کے ایک اہم فرد سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اپنے قیام استنبول کے دوران اُن سے ملاقات کا وقت طلب کیا اور جب انہیں یہ پتہ چلا کہ ہم پاکستان سے حضرت مولانا رومؒ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے آئے ہیں تو آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ہمیں ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ آپ انتہائی خوبصورت، خلیق اور ملنسار شخصیت ہیں۔ ہماری اُن سے ملاقات مورخہ 17 جولائی 2004ء بروز ہفتہ شام 5 بجے ایک خوبصورت مسجد کے زیر سایہ واقع ان کے دفتر میں ہوئی۔ آپ بڑی محبت اور پیار سے ہمیں ملے۔ چائے وغیرہ سے ہماری تواضع کی۔

دورانِ ملاقات اس بندہ نے جرأت کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! ہم پاکستان سے حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے لئے نہایت ذوق وشوق اور محبت سے چادریں بنوا کر لائے ہیں ایک تو وہ چادریں حضرت مولانا رومؒ کے مزار مبارک پر پیش کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے بارگاہِ پیر رومی میں ایک مختصری محفل نعت منعقد کرنا چاہتے ہیں اور یہ بندۂ ناچیز مثنوی خوانی کی سعادت بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آپ حضرت مولانا رومؒ کی اولاد ہیں آپ دعا اور ہماری سفارش بھی کریں اور ظاہری طور پر کوئی انتظار بھی کروادیں تاکہ ہماری یہ خواہش پوری ہو جائے۔

حضرت مولانا روم کا تصرف کہ حضرت فاروق ہمدم چلپی صاحب نے کمال محبت فرماتے ہوئے ہمیں بتائے بغیر فوری طور پر قونیہ شریف کے "سلسلہ مولویہ" کے شیخ محترم "نادر کرنی بیوک" سے موبائل پر رابطہ کیا اور انہیں ہمارے بارے میں

تفصیل سے بتایا اور کہا کہ میوزیم کے ڈائریکٹر سے مل کر ان کی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں اور ان کو رقص رومی کی محفل میں بھی ضرور شامل کروائیں۔

آپ نے فرمایا کہ قونیہ شریف پہنچنے کے بعد آپ فوری طور پر شیخ نادر صاحب سے رابطہ کریں۔ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا اس لئے آپ کی اقتداء میں نماز عصر ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک ڈائری پر آپ کے آٹوگراف لینے کے بعد اجازت کے طلب گار ہوئے، آپ دروازے تک ہمیں الوداع کہنے کے لئے خود تشریف لائے اور نہایت گرمجوشی سے گلے مل کر ہمیں الوداع کیا۔

قونیہ شریف پہنچنے کے بعد سلسلہ مولویہ کے شیخ طریقت حضرت شیخ نادر صاحب سے رابطہ کیا آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ کہاں ہیں؟ میں کل سے آپ کا منتظر ہوں؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم حضرت مولانا روم کی خدمت اقدس میں پہلا سلام پیش کرنے کے بعد اب میوزیم کے اندر صحن رومی میں کھڑے ہیں، آپ نے فرمایا کہ آپ یہیں میرا انتظار کریں میں ابھی آپ کے پاس پہنچتا ہوں چنانچہ آپ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے آئے، بڑے پیار و محبت سے ملے اور ہمیں ساتھ لے کر مولانا میوزیم کے "نائب مدیر" کے دفتر میں چلے گئے، نائب مدیر سے ہمارا تعارف کروایا وہ بھی بڑے تپاک سے ملے اور چائے سے ہماری تواضع کی، اس بندہ نے بڑے ادب سے اپنا مدعا پیش کیا، وہ ہمارا مقصد اور خواہش سن کر حیران رہ گئے اور فرمانے لگے کہ اس طرح تو ممکن نہیں، یہ میوزیم ہے، یہاں ایسی باتوں کی اجازت نہیں، بلکہ اندر مولانا کی مسجد میں اب نماز بھی پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آپ کی چادریں تو ہم لے نہیں سکتے لیکن محفل کے لئے یہ ہے کہ آپ مخصوص اوقات میں دھیمی آواز سے محفل منعقد کر سکتے

ہیں اور ایک طرف بیٹھ کر مثنوی خوانی بھی کر سکتے ہیں۔ جواب سن کر میں بھی حیران ہو گیا اور دوبارہ عرض کی کہ ہم تو چادریں بنوا کر لے آئے ہیں، آپ رکھ لیں لیکن محفل نعت منعقد کرنے کی تو اجازت دے دیں۔ قارئین کرام! کامل بزرگوں کا یہ تصرف دیکھیں کہ جو شخص صرف چند منٹ پہلے ہماری درخواست نامنظور کر رہا تھا فوری ہماری درخواست کو منظور کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ کے لئے ایسا کر سکتا ہوں کہ کل صبح میوزیم کے کھلنے سے پہلے آپ آ جائیں اور جو "ھدایا" آپ بارگاہ رومی میں پیش کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ساتھ لے آئیں میں خصوصی طور پر میوزیم کو ایک گھنٹہ پہلے کھلوانے کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ 8 بجے میوزیم کے دروازے پر پہنچ جائیں (میوزیم کھلنے کے اوقات صبح 9 بجے ہیں) اور اندر اکیلے بیٹھ کر محفل نعت سجا لیں اور مثنوی خوانی بھی کر لیں۔ قارئین! اس کو آپ کیا کہیں گے؟ میرے نزدیک تو یہ صاحب مزار کا تصرف ہی ہو سکتا ہے۔

بارگاہ پیر رومی میں خصوصی حاضری کا شرف

بروز منگل 20 جولائی 2004ء صبح تیار ہو کر حضرت مولانا روم کے میوزیم کے باہر پہنچ گئے، ادب سے سلام پیش کیا۔ 8 بجے کر کچھ منٹ پر نائب مدیر صاحب تشریف لے آئے اور ہمیں خصوصی طور پر اپنے ساتھ اندر لے گئے، فوری طور پر ایک شخص کو بلوا کر مرکزی دروازہ کھلوایا اور ہمیں ساتھ لے کر اندر چلے گئے۔ تمام فانوس اور قمقموں کو روشن کیا جس سے مزار مبارک جگمگ جگمگ کرنے لگا۔ ہم اپنی قسمت پہ ناز کر رہے تھے کہ ہم تو کسی قابل نہیں لیکن حضرت مولانا روم کس طرح ہماری میزبانی فرما رہے ہیں۔ حضرت مولانا روم ؒ کے مزار مبارک کے لئے دو چادریں تھیں۔ جو ہم

نے نائب مدیر کو پیش کیں کہ بے شک ان کو صرف چند منٹ کے لیے حضرت مولانا روم ﷫ کے مزار مبارک پر پیش کر کے اُتار لیں۔ اس وقت کی کیفیات بیان سے باہر ہیں۔ انہوں نے ہماری چادریں پیش کیں۔ اس کے بعد نائب مدیر صاحب نے ہمیں کہا کہ اب میں بھی باہر جا رہا ہوں آپ محفل نعت و محفل مثنوی خوانی برپا کریں اور ٹھیک نو بجے جب میوزیم زائرین کیلئے کھل جائے گا تو اپنی محفل ختم کر دیں۔ سوائے شکریے کے الفاظ کے ہم اُن کو کیا کہہ سکتے تھے اور حضرت مولانا روم ﷫ کی اس توجہ خاص پر ہم ان کیلئے سراپا سپاس بھی تھے، اس کے بعد ہم نے محفل نعت منعقد کی۔ اختتام محفل پر صلوۃ و سلام پڑھا اور سلام کے بعد چند اشعار حضرت مولانا روم ﷫ کی خدمت میں پیش کیے اور ختم شریف کے بعد سب کیلئے دُعائیں کیں۔

حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک

تاریخی شہر لارندہ جس کو اب کرامان کہا جاتا ہے، قونیہ شریف نے تقریباً 115 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، حضرت مولانا روم ﷫ کی والدہ ماجد کے حضور سلام پیش کرنے کے لئے بروز بدھ مورخہ 21 جولائی 2004ء ناشتہ کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلام پیش کیا اور پھر ایک مقامی بس میں سوار ہو کر قونیہ شریف کے بس اڈے پر کرامان جانے کیلئے پہنچ گئے، قونیہ شریف کا یہ بس اسٹینڈ تمام جدید سہولیات سے آراستہ اور قابل دید ہے۔ بس اڈے کی بجائے ایئرپورٹ کا گمان ہوتا ہے مختلف کمپنیوں کے دفاتر بھی اندر بنے ہوئے ہیں۔ 10 بجے والی بس کا ٹکٹ ملا اور بس مقررہ وقت پر کرامان کے لئے روانہ ہوگئی۔ پورے راستہ گاڑی میں تمام مسافروں کی چائے، پانی اور کافی سے تواضع کی جاتی رہی۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی ﷫ 1222ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ کرامان تشریف لائے اور 7 سال یہاں قیام فرمایا۔ اُس وقت حضرت مولانا روم ﷫ کی عمر مبارک 18 سال ہو چکی تھی، حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا انتقال کرامان میں ہوا اور آپ کو اسی تاریخی شہر میں سپردخاک کیا گیا۔

تقریباً پونے دو گھنٹے میں ہم کرامان کے بس اڈے پر پہنچ گئے، یہاں سے ایک منی بس پر سوار ہو کر مرکز شہر کی طرف روانہ ہوئے جو قریب ہی واقع تھا۔ اُس شہر کی ایک قدیم و تاریخی مسجد کے اندر حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک ہے جو لکڑی کے ایک کٹہرے میں ہے۔ آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ختم شریف پڑھا اور دعا کے بعد ایک چادر آپ کے مزار مبارک پر پیش کی۔ آپ کے مزار کے قریب کئی اور قبور بھی ہیں، جن میں سرفہرست حضرت مولانا روم کے برادرِ محترم کی قبر مبارک ہے۔ ان سب پر فاتحہ خوانی کی۔ اسی اثناء میں ظہر کی اذان ہوگئی۔

جماعت کے ساتھ نماز ادا کی حسب معمول امام صاحب سے ملے اور ایک بار پھر حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں اس سفر کا الوداعی سلام کرنے کے بعد مسجد سے باہر آ گئے۔ یہاں پر اور بھی کئی قدیم تاریخی مساجد موجود ہیں جن میں سب سے اہم مسجد یونس عمری ہے، جس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، ایک مقام پر دوپہر کا کھانا کھایا اور بس میں سوار ہو کر واپس قونیہ شریف کیلئے روانہ ہو گئے۔ نماز مغرب مسجد شمس تبریزی میں ادا کی۔ آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ختم شریف پڑھنے اور دعا کے بعد باہر آ کر ایک ہوٹل میں رات کا کھانا کھایا اور نماز عشاء مسجد سلیمیہ میں ادا کرنے کے بعد صبح کا پروگرام طے کر کے کمرے میں آ کر سو گئے۔

شہزادہ غوث الثقلین اور مشائخ ترکی کی قیادت میں ہم نے سب سے پہلے حضرت مولانا رومی رضی اللہ عنہ کے محبوب خلیفہ، کاتب مثنوی شریف اور اول سجادہ نشین حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا۔

خلیفۃ الحق جنید الزمان
حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ

حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ، حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کی وہ محبوب شخصیت ہے کہ شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے اپنا ہمدم وہمراز بنایا اور جب تک حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ زندہ رہے، اسی شخصیت سے دل کو تسکین دیتے رہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ، حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح پیش آتے کہ گمان ہوتا کہ حضرت مولانا، ان کے مرید ہیں۔ اب حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کے ادب وعقیدت کی انتہا دیکھیں کہ ایک دن بھی حضرت مولانا روم کے وضوخانے میں وضو نہیں کیا۔ برفباری کے شدید موسم میں بھی اپنے گھر جا کر وضو فرماتے۔

حضرت حسام الدین چلپی ہی وہ منظورِ نظر شخصیت ہیں کہ جن کی خواہش پر حضرت مولانا روم نے مثنوی شریف کی ابتداء کی۔ اُس کتاب کے چھ دفتروں میں سے پانچ دفاتر حسام الدین چلپی کے نام سے مزین ہیں۔ مثنوی شریف کے پانچوں دفتر کی ابتداء اس خوبصورت شعر سے ہوتی ہے۔

شہ حسام الدین کہ نورِ انجم است
طالبِ آغازِ سفرِ پنجم است

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ میں
عشق رسول ﷺ کی چند جھلکیاں

قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں جسے آگے چل کر "ہست قرآن درزبانِ پہلوی" کا مبارک خطاب ملا، نبی اکرم ﷺ سے تعلق اور آپ کی صفت وثنا اور تکریم وستائش کیلئے کوئی مستقل باب تو قائم نہیں کیا لیکن اس عظیم ومشہورِ زمانہ کتاب میں جگہ جگہ حضور سید المرسلین ﷺ کے ذکرِ جمیل کی جھلکیاں نظر آتی ہیں جن میں آپ ﷺ کی دنیوی و اُخروی حیاتِ طیبہ کے تمام پہلوؤں کا ذکر بھی بھرپور انداز میں موجود ہے جو درحقیقت نعت رسول ﷺ اور حضرت مولانا روم کے تعلق بالرسول ﷺ کا واضح ثبوت ہے۔

حضرت رومی، سرکارِ دو عالم ﷺ کو اس طرح یاد فرماتے ہیں، کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو اس کائنات کی رُوح وجان ہیں اور اس کے ماتھے کا نُور اور جھومر ہیں اور آپ ہی وہ عظیم شخصیت ہیں جو روزِ محشر گناہگاروں اور مجرموں کی شفاعت فرمائیں گے۔

سید و سرور محمد ﷺ نُورِ جان
مہتر و بہتر شفیع مجرمان

حضرتِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں سرکارِ مدینہ ﷺ کو انسانِ کامل کا بہترین نمونہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو سرِ حلقہ انبیاء اور قطبِ آفرینش قرار دیا۔ سفرِ معراج شریف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سفرِ مبارک ایک ایسی دعوت تھی کہ جس میں کسی غیر کا گذر ممکن نہ تھا۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں اس دعوت کو واضح الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "لی مع اللہ وقت، لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شبِ معراج میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہمراہی اختیار کرنے کے بعد فرمایا کہ اے احمد مجتبیٰ ﷺ! اب اس سے ایک قدم بھی آگے جانا میرے لئے ممکن نہیں اور اگر میں ذرہ بھر بھی آگے بڑھا تو میرے بال و پر جل جائیں گے، اس لئے مجھے اسی مقام پر چھوڑتے ہوئے آپ آگے قدم بڑھائیں کیونکہ اے سلطانِ جان! اس جگہ میری حد ختم ہوگئی ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ مقامِ عشق میں انسانِ کامل کو اس عروج و بلندی تک رسائی حاصل کرنے کے لائق سمجھتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس درخواست کے بعد سرکارِ مدینہ ﷺ آگے کا سفر تنہا طے کرنے کے بعد عرشِ الٰہی اور فلک الافلاک تک پہنچ گئے۔ یعنی یہ معراج کی عظمت اور علامت نہیں تو اور کیا ہے کہ خاکی جسمِ انسان عشق کی وجہ سے انتہائی بلندی تک پہنچ گیا؟

جسمِ خاک از عشق بر افلاک شُد
کوہ در رقص آمد و چالاک شُد

حدیث قدسی "لولاک لما خلقت الافلاک" کو بھی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اپنے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے کہ

عشق بشگافد فلک را پاک جفت
بہر عشق او خُدا لولاک گفت

ذاتِ باری کا سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ عشق کا اٹوٹ رشتہ ہے اور عشق کی

وجہ سے خالقِ کائنات نے "لولاک" فرمایا، چونکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس عشق کی دنیا میں منفرد اور اکیلی تھی، اس لئے خداوند تعالیٰ نے انبیاء کے درمیان اُنہیں خصوصی طور پر منتخب فرمایا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے سامنے یہ جہاں تسبیح و تقدیس میں ہمہ تن غرق و مصروف ہے اور یہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جو دونوں جہانوں میں شفاعت کرنے والی ہیں۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، نبی اکرم ﷺ سے اپنے عقیدے اور طرزِ فکر کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا شاہی سکہ ابد تک باقی اور جاری رہنے والا ہے۔ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کا یہ نظریہ جُملہ انبیاء پر رسول اللہ ﷺ کی عظمت و فضیلت کی واضح دلیل ہے۔

سکۂ شاہان ہمے گردد دگر
سکۂ احمد ﷺ ببین تا مستقر

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ

از درمہا نامِ شاہان بر کنند
نام احمد ﷺ تا ابد بر می زنند

دنیوی سکوں سے بادشاہوں کے نام ہٹا دیے جاتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے اسمِ مبارک کا سکہ قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ عاشقِ خداوند تعالیٰ ہونے کے ساتھ معشوقِ خلائق بھی

ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف اور غزلیات شمس میں ستون حنانہ کا کئی بار ذکر فرمایا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ کا یہ ستون اپنے معشوق رسول اللہ ﷺ کے فراق میں عاشقوں کی طرح حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں یوں گریہ کیا کرتا تھا۔

استن حنانہ از ہجرِ رسول ﷺ

نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول

یعنی ستون حنانہ نے رسول اللہ ﷺ کے فراق میں صاحب عقول لوگوں کی طرح گریہ وزاری شروع کر دی۔ نسائی کی ایک روایت کے مطابق درخت کے اُس تنے سے اُس اونٹنی کی طرح آواز آتی تھی جس کا بچہ گُم ہوگیا ہو، یہ درخت کا تنا ہی بعد میں اُستن حنانہ کے نام سے مشہور ہوا۔ ایک دوسرے مقام پر حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس عاشق دلبر کا اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

پیش تو استون مسجد مرده ای است

پیش احمد ﷺ دلبرده ای است

یعنی تمہاری نظر میں تو مسجد کا یہ ستون ایک بے جان اور مردہ چیز تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی نگاہوں میں وہ ایک دلبر عاشق تھا۔

ہمارے سردار و پیشوا ہمارے شفیع دو جہاں ﷺ وہی معشوق اعظم ہیں جن کے عُشاق یہ نہ چاہتے تھے کہ اُن کے وضو مبارک کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے بلکہ وہ اُسے بطور تبرک اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے چہروں پر مل لیا کرتے تھے۔ وہ معشوق خلائق ہیں کہ جن پر درُود و سلام کی صداؤں سے آج بھی ہر مجلس معطر و

منور ہے۔ **صلی اللہ علیہ و آلہ و بارک وسلم**

سماع کی محافل میں لوگ پہلے حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی کو یقینی بنا کر حضرت مولانا روم کو دعوت دیتے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ شیخ حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کو **ابا یزید الوقت، جنید الزمان، ولی اللہ فی الارض، مفتاح خزائن العرش** جیسے عظیم القابات سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ ایک روز معین الدین پروانہ نے بہت بڑے جلسے کا اہتمام کیا جس میں شہر کے تمام بزرگ مدعو تھے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے لیکن آپ خاموش رہے اور ایک کلمہ بھی زبان سے ارشاد نہیں فرمایا۔ اس روز حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت نہیں دی گئی تھی۔ معین الدین پروانہ سمجھدار آدمی تھا، سمجھ گیا اس نے فوراً مولانا سے عرض کی کہ ارشاد ہو تو حضرت چلپی کو بھی باغ سے بلا لیا جائے آپ نے فرمایا مناسب ہے، کیونکہ پستانِ حقائق معانی کے دودھ کو ہی جذب کرتے ہیں۔

این سخن شیر است در پستانِ جان

بے کشندہ خوش نمی گردد روان

یہ بات پستان میں دودھ نکالنے کی طرح ہے، نکالنے والے کے بغیر جاری نہیں ہوا کرتا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرما دیا تھا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ گیارہ برس سجادہ نشینی کے فرائض احسن طریقہ پر سرانجام دیتے رہے اور بروز منگل 22 شعبان المعظم 683 ہجری انتقال فرمایا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے چبوترے پر آپ کا مزار مبارک بنا جو قابلِ دید ہے۔ اس عظیم شخصیت کی

خدمت میں اپنا ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں آہستہ آہستہ آگے چلے اور مزارِ پُر انوار حضرت پیر رومی رضی اللہ عنہ کے عین سامنے کھڑے ہو کر نہایت ادب و عقیدت سے عاجزانہ سلام پیش کیا، شہزادۂ غوث الثقلین کچھ دیر مراقب رہے، اپنے جملہ احباب، مریدین اور متعلقین کیلئے گڑگڑا کر سرّی و جہری دُعائیں کیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کی پائنتی آپ کے والدِ ماجد سلطان العلماء حضرت سلطان بہاء الدین ولد کی خدمتِ اقدس میں نذرانۂ سلام پیش کیا اور قریب ہی حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے مزارِ مبارک پر بھی ہدیۂ سلام پیش کیا اور دُعاؤں کے طالب ہوئے۔

حضرت صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ قونیہ شریف میں ایک دُکان پر چاندی کا کام کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ شمس تبریز کی جدائی میں بے قراری کی حالت میں گھر سے نکلے، راستے میں شیخ صلاح الدین کی دُکان تھی، آپ اس وقت چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ ورق کوٹنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اُس نے حضرت مولانا پر سماع کی کیفیت پیدا کردی اور آپ پر وجد کی حالت طاری ہوگئی۔

شیخ صلاح الدین زرکوب جو خود بھی صاحبِ حال تھے حضرت مولانا روم کی یہ حالت دیکھ کر دیر تک چاندی ضائع کرتے ہوئے ورق کوٹتے رہے اور وہیں کھڑے کھڑے اپنی دُکان لٹوادی اور حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہولئے۔ شیخ صلاح الدین زرکوب اور حضرت مولانا روم آپس میں پیر بھائی بھی تھے۔

حضرت مولانا روم کے استاد اور شیخ طریقت حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے والدِ ماجد سے دو عظیم چیزیں حاصل ہوئی ہیں۔ ایک قال اور ایک حال۔ قال کی کیفیت تو میں نے حضرت مولانا روم کو منتقل کردی ہے لیکن اپنی کیفیتِ حال شیخ صلاح الدین زرکوب کو بخش دی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت مولانا روم شیخ صلاح الدین زرکوب کا بہت زیادہ ادب و احترام کیا کرتے تھے آپ کی شان میں بے شمار غزلیات اور اشعار کہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے بہاء الدین سلطان ولد کا عقد شیخ صلاح الدین زرکوبی کی صاحبزادی فاطمہ خاتون سے ہوا تو جنت کی حوروں اور ملائکہ نے بھی اس کی خوشی منائی، نقارے بجائے اور سماع کیا۔

ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب، حضرت مولانا روم کے سامنے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کے احوال و کرامات بیان فرمارہے تھے جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا یہاں میں اور صلاح الدین موجود ہیں، حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کا نور ہمارے ساتھ ہے، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور فرمایا۔

چون ہست صلاح دین درین جمع

منصور و ابا یزید باماست

(جب صلاح الدین ہمارے ساتھ موجود ہیں تو یہ سمجھو منصور حلاج
اور بایزید بسطامی ہمارے ساتھ ہیں)

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب دس سال تک حضرت مولانا کی خدمت

میں رہے، جب عمر پوری ہونے لگی اور صحبت کا زمانہ ختم ہونے لگا تو ان کے جسم لطیف میں علالت پیدا ہونی شروع ہوئی اور ضعف بڑھنے لگا، حضرت مولانا روم ہمیشہ آپ کی عیادت کو جاتے اور آپ کے سرہانے بیٹھ کر کلمات غریب اور اسرارِ عجیب بیان فرماتے، ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے حضرت مولانا روم سے عرض کیا کہ میں اس وقت تک دنیا سے نہ جاؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو جائے۔ جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کو راضی کر لوں گا اور تمہاری سفارش بھی کروں گا تم فکر نہ کرو اور بالآخر حضرتِ شیخ کی یہ دلی خواہش بھی پوری ہوئی۔ جس کے بعد حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے کہا کہ اب آپ اجازت دیں تو میں اس دنیا سے خوشی خوشی رخصت ہو جاؤں۔ مولانا نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد تین روز تک حضرت مولانا روم عیادت کیلئے نہ گئے اور بالآخر حضرت شیخ نے یکم ماہ محرم 657 ہجری اس دارِ فانی کو الوداع کہا۔ وصال کے بعد حضرت مولانا روم تشریف لائے سر برہنہ کر کے رونے لگے بلند آواز سے گریہ وزاری کرنے لگے اسی وقت نقارے اور بگل بجانے والے بلائے گئے، شور و غوغا سے شہر میں قیامت کا منظر نظر آنے لگا قوالوں کی آٹھ جوڑیاں جنازہ کے آگے آگے سماع کرتی جاتیں۔ حضرت شیخ کے جنازہ کو حضرت مولانا کے خدام اٹھا کر چل رہے تھے، حضرت مولانا خود سماع کرتے اور چرخ لگاتے ہوئے اپنے والد ماجد کے مزارِ مبارک تک گئے اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن کیا۔ حضرت مولانا نے حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے وصال پر چند مرثیے اور غزلیں بھی لکھیں۔ برکت کیلئے ایک شعر درج ہے۔

اے زھجران در فراقت آسمان بگریستہ
دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

(تیری جدائی کے فراق میں آسمان رو پڑا، عقل اور روح کے ساتھ
دل خون کے آنسو بہانے لگا)

شیخ صلاح الدین زرکوب کی خدمت اقدس میں دست بستہ سلام عرض کرنے کے بعد ہم سماع ہال میں داخل ہوئے۔ 1926ء تک تو اس مقام پر محافل سماع منعقد ہوتی رہیں لیکن اب اس ہال کو حضرت مولانا روم کے تبرکات اور تصانیف کی نمائش کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ شیشے کی مختلف الماریوں میں تبرکات مقدسہ بڑی ترتیب سے محفوظ کئے گئے ہیں۔

تبرکات نبویہ ﷺ

اس مقام پر محفوظ نادر تبرکات میں سب سے اہم اور نایاب تبرک مقدسہ نبی پاک ﷺ کی ریش کے موئے مبارک ہیں جو لکڑی کی ایک انتہائی خوبصورت صندوقچی میں شیشے کی ایک الماری میں موجود ہیں۔ اس مقام پر زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ زائرین یہاں کھڑے ہو کر موئے مبارک کے وسیلہ سے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہم بھی اس مقام پر ادب سے حاضر ہوئے اور زیارت کا شرف حاصل کیا۔

تبرکاتِ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

شیشے کی ایک الماری میں حضرت مولانا روم کے تبرکات محفوظ ہیں جن میں حضرت مولانا روم کا لباس مبارک، حضرت مولانا روم کی جائے نماز، کندھے پر ڈالنے والا رومال، مولانا کی تین ٹوپیاں اور دو عدد جبے سرفہرست ہیں۔ دوسری الماریوں میں

حضرت شمس تبریزی کی ٹوپی مبارک، مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد کا لباس مبارک اور شیخ عارف چلپی کی دو عدد تسبیحات بھی محفوظ ہیں۔

ایک الماری میں عثمانیہ دور کے آلاتِ موسیقی بانسری اور رُباب وغیرہ محفوظ ہیں۔اسی طرح حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کی چابی، آپ رضی اللہ عنہ کی خیالی تصویر عثمانی دور کی ایک گھڑی، مثنوی شریف کے قلمی نسخہ جات اور دوسری اہم قلمی کتب کے علاوہ بے شمار نادر و نایاب چیزیں قابل دید ہیں۔ان تمام اشیاء کی زیارت کے بعد بارگاہِ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ میں الوداعی سلام پیش کیا۔اس بندہ ناچیز نے حسب معمول بارگاہِ رومی میں وقتِ الوداع اپنی نئی درخواست پیش کی کہ یا حضرت مولانا! اس بار بلانے کا شکریہ، خواہش ہے کہ ایک بار پھر حاضری کیلئے بلائیں اور زبان پر یہ شعر تھا۔

آرزو دارم کہ یک بارِ دگر در قونیہ

سر نہم بر آستانِ آسمان مولائے روم

تمام احباب بارگاہِ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ سے باہر آئے اور گاڑیوں میں سوار ہو کر حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

سلطان الفقراء
حضرت مولانا شمس الحق والدین التبریزی رضی اللہ عنہ

ایک دن حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ علمائے ظاہر اخبارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہیں لیکن حضرت مولانا شمس الدین اسرارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

واقف ہیں اور میں انوارِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہوں۔

شمسِ تبریزی توئی واقفِ اسرارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نام شیرین تو ہر دلِ شدہ را درمان باد

(آپ شمس تبریزی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازوں کے محرم ہیں۔

آپ کا میٹھا نام بیمار دلوں کیلئے شفاء ہے)

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کو تسخیر جن و انس اور اسرارِ اسمائے قدسی میں کمال حاصل تھا، علمِ کیمیا میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، دعوتِ کواکب، ریاضی، الٰہیات، حکمت، نجوم اور منطق وغیرہ میں بے مثل شخصیت تھے۔ 40 سال ان کاموں میں دن رات صرف کئے لیکن جب خاصانِ خدا کی صحبت نصیب ہوئی تو یہ سب چیزیں چھوڑ دیں اور پھر تجرید و تفرید اختیار کر لی۔

حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سچا دوست وہ ہے جو خدا کی طرح پردہ دار ہو، اپنے دوستوں کی سختیاں، مکروہات اور ایذاء رسانیوں کو برداشت کرے۔ دوست کی کسی قسم کی غلطیوں اور نقصان سے ناراض نہ ہو، دیکھو! رب تعالیٰ اپنے بندوں کے طرح طرح کے گناہ اور عیب دیکھتا ہے مگر اپنی بے انداز شاہانہ رحمت و شفقت سے ان کو روزی عطا کرتا ہے۔

ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی نے حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے خدام کے سامنے علی الاعلان فرمایا کہ میں یہ بات اعلانیہ کہتا ہوں کہ مولانا روم کو اولیائے متقدمین پر اور اکثر متاخرین پر فضیلت حاصل ہے۔ خدا کی قسم!

جناب رسالت مآب ﷺ کے بعد جس طرح حضرت مولانا نے بیان کیا، کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ فرمانے لگے کہ حضرت مولانا روم کا ایک پیسہ میرے نزدیک سو ہزار دینار سے بہتر ہے۔ خدا کی قسم، میں حضرت مولانا کی شناخت سے قاصر ہوں۔ اس میں نہ کوئی تکلف اور نہ کوئی جھوٹ ہے کہ میں حضرت مولانا روم کو پہچان نہ سکا۔ میں ہر روز ان کے حال اور افعال میں نئی چیزیں دیکھتا ہوں۔

اے دوستو! حضرت مولانا کی شناخت اچھی طرح کرو، وقت ہاتھ سے نکل گیا تو تمہیں افسوس ہوگا، ان کے ظاہری کلام کی خوبی پر ہی فریفتہ نہ رہو بلکہ اس کے علاوہ بھی ایک چیز ہے وہ ان سے حاصل کرو۔ تمام اولیاء اللہ کی ارواح کو یہ آرزو رہی ہے کہ وہ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوتیں اور ان سے فیض حاصل کرتیں۔ اب وقت ضائع نہ کرو جو کوئی اخلاص میں زیادہ ہے وہی عالم حق میں زیادہ اصل ہے۔ میں مولانا کا دوست ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ مولانا ولی اللہ ہیں جو شخص خدا کے ولی کا دوست ہے وہ خدا کا بھی دوست ہے۔

حضرت سلطان ولد روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میرے والد نے حضرت شمس تبریزی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرمایا کہ مولانا کی عظمت اور شان بیان سے باہر ہے، آپ عالی مرتبت، صاحب کرامات، قربتِ حق میں اکمل اور کشف القلوب میں کامل ہیں۔ حضرت مولانا روم نے اس قدر مدح بیان کی کہ سب حیران ہوگئے اور پھر ایک شعر پڑھا جس کا قریب ترین اُردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

(شمس تبریزی وہ ہیں کہ جن کے قدم روحوں کے سر پر ہیں،
جس جگہ ان کا قدم لگے تو وہاں پاؤں نہیں، سر رکھا کرو)

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کو حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ سے اس قدر الفت و محبت تھی کہ جس زمانے میں وہ شہر قونیہ چھوڑ کر چلے گئے تھے اگر کوئی جھوٹ بھی حضرت مولانا روم سے آکر کہہ دیتا کہ میں حضرت شمس تبریز کو فلاں جگہ دیکھا ہے تو آپ فوراً اپنی عبا اور دستار اس خبر دینے والے کو دے دیتے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور لوگوں میں شکرانہ بانٹتے اور خوش ہوتے۔ ایک دن کسی شخص نے اطلاع دی کہ میں نے مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کو دمشق میں دیکھا ہے۔ آپ نے فوراً اپنی عباء، دستار، جوتیاں، موزے غرضیکہ جو بھی لباس پہنا تھا وہ اس شخص کو دے دیا۔

جب وہ شخص چلا گیا تو کسی صاحب نے حضرت مولانا روم سے عرض کی کہ حضرت! یہ شخص جھوٹ کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا جھوٹی خبر کے عوض ہی تو میں نے اپنی سب چیزیں اس کو دیں اگر وہ سچی خبر لاتا تو میں جان بھی نذر کر دیتا اور اس پر فدا ہو جاتا۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد سے مولانا شمس الدین تبریزی فرمانے لگے کہ میں تبریز میں شیخ ابوبکر کا مرید تھا۔ سب ولایتیں ان سے حاصل کیں لیکن مجھ میں ایک ایسی چیز تھی کہ نہ وہ میرے شیخ نے دیکھی اور نہ کسی اور کو نظر آئی البتہ وہ چیز مولانا روم نے دیکھ لی ہے۔

حضرت مولانا شمس الدین تبریزی ایک رات حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے، کسی شخص نے باہر سے حضرت شمس تبریزی کو اشارہ کر کے بلوایا۔ شمس الدین فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا روم سے کہا کہ مجھے باہر قتل کرنے کیلئے بلاتے ہیں، حضرت مولانا نے توقف کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم

غالب ہے بہتر ہے کہ آپ چلے جائیں کہتے ہیں کہ سات حاسدوں نے مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے قتل پر اتفاق کیا تھا اور اس وقت باہر گھات لگائے بیٹھے تھے جونہی شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ باہر نکلے انہوں نے چھری سے وار کیا، مولانا نے ایسا نعرہ مارا کہ وہ ساتوں قاتل بے ہوش ہو کر گر گئے، جب ان کو ہوش آیا تو تھوڑا سا خون زمین پر پڑا تھا مگر جسم مبارک موجود نہ تھا۔

اس واقعہ کے بعد سے پھر حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ یہ خبر جب حضرت مولانا روم کو ملی تو آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یَفۡعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ (اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے) حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ ہم تو اس معاملہ میں بالکل مجبور ہیں، وہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے قول وقرار کر چکے تھے اور اپنے سر کو شکرانہ کے طور پر میری صحبت پر تصدق کر دیا تھا۔ لا محالہ تقدیر الٰہی نزول کیلئے منصوبہ بندی کرتی ہے اور جو کچھ لکھا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد بہت شور وغوغا ہوا، مولانا روم اور آپ کے اصحاب بہت روئے، سماع شروع ہوا اور آپ پر وجد طاری ہونے لگا، جو نالائق اور ناعاقبت اندیش اس جرم میں شریک تھے تھوڑے ہی عرصے میں بعض تو قتل ہو گئے بعض افلاس کا شکار ہوئے ان میں سے دو آدمی چھت سے گر کر ہلاک ہوئے اور باقیوں کا باطن مسخ ہو گیا۔

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے علاؤ الدین جو ایک روایت کے مطابق اس قتل میں شریک تھے انہیں بھی تپ محرقہ ہو گیا اور ساتھ ہی کچھ ایسا مرض بھی لاحق ہوا کہ اسی زمانہ میں وہ بھی انتقال کر گئے۔ ان کے انتقال پر حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ باغ کو روانہ ہو گئے اور بیٹے کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔

منقول ہے کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے چالیسویں (چہلم) کے بعد حضرت مولانا روم نے دُخانی رنگ کی دستار باندھنا شروع کی اور پھر کبھی سفید دستار نہیں باندھی۔ ایک دن حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے حجرے کی چوکھٹ پر سر رکھا اور سرخ روشنائی سے یہ عبارت لکھی

"مقامِ معشوق خضر علیہ السلام"

سلطان العارفین حضرت عارف چلپی بن سلطان ولد اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ مولانا شمس الدین تبریزی کو کم بختوں نے شہید کر کے کسی نامعلوم مقام پر دفنا دیا تھا۔ ایک شب حضرت سلطان ولد نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ آپ سے فرما رہے ہیں کہ میں فلاں جگہ سو رہا ہوں۔ سلطان ولد چند آدمیوں کو لے کر رات کے وقت اس مقام پر گئے اور اس مقام سے آپ کے جسدِ اطہر کو نکال کر خوشبو وغیرہ لگا کر بانی مدرسہ امیر بدر الدین کے پہلو میں دفن کر دیا۔ یہ مقام حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ساتھ ہی مسجد شمسِ تبریزی ہے اور مسجد کے ایک کونے میں آپ کا مزارِ پُرجلال نظر آتا ہے۔

شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں جملہ احباب نے حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا مزارِ مبارک ایک چبوترے پر ہے۔ خادمِ مزار نے حضرتِ شہزادۂ غوث الثقلین سے کہا کہ آپ اوپر تشریف لے جا کر حاضری کا شرف حاصل کر لیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین کی وجہ سے ہمیں بھی اوپر حاضری اور قبرِ مبارک کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہوا۔

بارگاہِ حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ میں حاضری کے بعد قونیہ شریف کی مشہور مسجد شرف الدین میں نمازِ ظہر باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد دوسرے نمازیوں کے علاوہ امام صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جس کے بعد قونیہ شریف کو الوداع کہتے ہوئے انقرہ کی جانب سفر شروع ہوا۔ دورانِ راہ نمازِ عصر ادا کی۔ اپنے میزبان حضرت شیخ عمر الرفاعی کی طرف سے ایک مقام پر High Tea سے سب احباب کی تواضع ہوئی۔

نمازِ مغرب سے قبل حضرت شیخ کے زاویہ پہنچ گئے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ایک عشائیہ میں شرکت کیلئے انقرہ شہر پہنچے جہاں پر ڈپٹی میئر کی طرف سے ایک پرتکلف عشائیے کا انتظام تھا۔ جس میں کافی احباب مدعو تھے۔ جن میں سرفہرست انقرہ کورٹس کے ایک سینئر جج جناب اسماعیل بے اور برسرِاقتدار جماعت کے ایک سینئر رکن بھی شامل تھے۔ مختلف موضوعات پر گفتگو رہی۔ جس کے بعد پرتکلف انواع واقسام کے کھانوں سے تواضع ہوئی۔ اِس عشائیہ کا اختتام ذکرِ سبحانہ وتعالیٰ پر ہوا۔

انقرہ سے انقرہ تک ہمارے میزبان محترمی جناب شیخ عمر الرفاعی مدظلہ العالی تھے۔ آپ نے اور آپ کے جملہ درویشوں نے ہماری خدمت کی انتہا کردی جس کا شہزادۂ غوث الثقلین نے مختلف مواقعوں پر اظہار بھی فرمایا۔ شیخ عمر الرفاعی صاحب نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ملک ایران روانہ ہونا تھا، اس لئے وہ اپنے قیمتی تحائف کے ہمراہ شہزادۂ غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب کو تحائف پیش کئے اور دُعاؤں کے ساتھ سفر کی اجازت طلب فرمائی۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے اُنہیں ڈھیروں دُعاؤں سے نوازتے ہوئے الوداع فرمایا۔

خانقاہِ رفاعیہ کے خدام نے رات کا پرتکلف کھانا کھلایا اور ہم نے اپنی اگلی منزل کی تیاری کی۔ خانقاہِ رفاعیہ کے جملہ درویشوں نے صدر دروازے پر اُسی جوش و جذبے سے ہمیں الوداع کیا جس طرح چند روز قبل ہماری آمد پر پُرجوش طریقے سے استقبال کیا تھا۔ فرق یہ نظر آیا کہ اُس وقت یہ تمام احباب شہزادۂ غوث الثقلین کی آمد پر انتہائی خوش تھے لیکن اب اُن کی روانگی کی وجہ سے افسردہ تھے۔ کیونکہ الوداعیہ لمحات بہت مشکل ہوتے ہیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے الوداعی دُعا فرمائی اور ہم احباب کے جھرمٹ میں انقرہ ایئرپورٹ روانہ ہوئے۔ ضروری کارروائی کے بعد ڈیپارچر لاؤنج پہنچے، جہاز میں سوار ہوکر مقررہ وقت پر استنبول ایئرپورٹ پہنچ گئے اور ایئرپورٹ سے گاڑیوں میں سوار ہوکر اپنی رہائش گاہ پہنچے۔

استنبول کی معروف قادری خانقاہوں میں ایک خانقاہ شیخ روحی القادری مدظلہ العالی کی ہے جنہوں نے شہزادۂ غوث الثقلین کے اعزاز میں شب اتوار ایک محفلِ ذکر و وجد کا اہتمام کیا تھا۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد خانقاہِ قادریہ پہنچے۔ صدر دروازے پر جناب شیخ روحی القادری اور اُن کے جملہ خدام نے شہزادۂ غوث الثقلین کا بھرپور استقبال کیا۔ مہمانانِ گرامی میں سلسلۂ قادریہ کے شیوخ اور رسائل نور کے مصنف، درویش، مجاہد فی سبیل اللہ جناب بدیع الزمان سعید النوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بزرگ شاگرد جناب شیخ حسن صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ ملاقات کے بعد رات کا پرتکلف کھانا پیش ہوا۔ جس کے بعد محفل ذکر کا آغاز ہوا۔ شیخ روحی القادری صاحب نے ذکرِ قادریہ کروایا اور دف کے ساتھ منقبتیں پڑھنے اور وجد و حال کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ محفل کے اختتام پر شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا فرمائی۔

آستانہ خلافتِ عثمانیہ میں آخری روز استنبول کی ایک مسجد Arpa Cilar میں شیخ محمد الگیلانی جو سلطان محمد الفاتح کی فوج کے سپہ سالار تھے، اور شیخ علی الگیلانی کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اِن دو گیلانی شہزادوں کی بارگاہ میں حاضری کے بعد علاقہ (Bahcekapi) میں عثمانی سلطان عبدالحمید اوّل جنہیں "ولی" کا لقب دیا گیا تھا، کے مقبرے میں حاضری دی اور فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

اس مقبرہ کی ایک دیوار میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا نقشِ پاء موجود ہے اور اس سفرِ مقدس کا اختتام آستانہ خلافتِ عثمانیہ میں آپ ﷺ کے اس نقشِ پاء کی زیارت کے شرف سے ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ان تمام حاضریوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

بروز سوموار شریف گاڑیوں میں سوار ہو کر استنبول ایئرپورٹ پہنچے اور جہاز مقررہ وقت پر استنبول کی پرکیف وخنک فضاؤں میں پرواز کرتا ہوا خیر وعافیت سے اسلام آباد ایئرپورٹ پہنچ گیا۔

ایئرپورٹ پر محترمی جناب حاجی حمید اللہ صاحب، نور المشائخ جناب میاں شوکت قادری صاحب، حاجی محمد نواز عادل صاحب، جناب ساجد حسین خان قادری صاحب کے علاوہ دوسرے کئی احباب ایئرپورٹ پر ہاتھوں میں گلدستے سجائے موجود تھے، جنہوں نے زیاراتِ ترکی کے مقدس سفر سے واپسی پر شہزادۂ غوث الثقلین کا والہانہ استقبال کیا۔ راولپنڈی اور اسلام آباد میں ایک مصروف ترین دن گزارنے کے بعد شہزادۂ غوث الثقلین سدرہ شریف روانہ ہوئے جہاں سے اس سفرِ مقدس کی ابتداء ہوئی تھی۔

"بادۂ گل رنگ سفرنامہ زیارات ترکی"

2017ء

افتخار قادری ہیں ایک مردِ ذی عُلا ۔۔۔ اِن پہ راضی ہے خدا اور سرورِ ہر دوسرا

ہے میسر اِن کی ہر تالیف کو تائیدِ حق ۔۔۔ جن کو رکھتے ہیں بنا کر حرزِ جاں شاہ و گدا

اِن کا ترکی کا سفرنامہ ہے یہ خاصہ کی چیز ۔۔۔ دیکھ کر اس کو کہیں گے اہلِ دانش مرحبا

ترکی ہے اسلام کی عظمت کا اِک بیّن نشاں ۔۔۔ اولیاء کی سرزمیں مدفن کئی اصحاب کا

ہے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی روضہ یہیں ۔۔۔ جن کی عظمت کا ترانہ فلک پر ہے گونجتا

میزبانِ مصطفیٰ ﷺ وہ فخرِ اربابِ کمال ۔۔۔ وقفِ بہرِ مصطفیٰ ﷺ گھر بھی اُنہوں کر دیا

ہیں یہاں پر کتنی ہی نادر مساجد اور مقام ۔۔۔ مرکزِ انوار ہیں جو مرجعِ خلقِ خدا

یہ مرقع دیکھ کر پائے گا دل چین و قرار ۔۔۔ گھر پہ بیٹھے ہی مزہ لے گی طبیعت سیر کا

بہرِ تاریخ رسا فیضِ الامین برملا
"قطرہ نیساں زہے تالیفِ حافظ کہہ دیا"

2017ء

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی۔ ایم اے، مونیاں شریف (گجرات)

قطعہ تاریخ اشاعت

سفرنامہ زیارات ترکی

"ثمرۂ اکرام سفرنامہ"

1438ء

"لیل ونہار سفرنامۂ زیارات ترکی" 2017ء	"کلام مسلسل جناب افتخار احمد قادری" 2017ء

سفرنامۂ ترکی بار دگر ! ! ! — دکھائے ہمیں اپنا حُسن و جمال
تگ و دو ہے حافظؔ کی صد مرحبا — عقیدت ، محبت کی عمدہ مثال
مہینے سمٹ آئے ایام میں — مہینوں کی مانند ہوئے آج سال
زیارات ترکی کا یہ تذکرہ — ہے اک دستاویزِ مراۃُ الجمال
محبِ نبی ﷺ، میزبان رسول ﷺ — کریں اُن کی یادیں دلوں کا نہال
وہ ہے مرتبہ ابو ایوب ؓ کا — بجا ہمسری جس کی امرِ محال
سعادت میسر اُنہیں وہ ہوئی — رہے گی جو دائم فقیدُالمثال
حکمت پیر، رومی ؓ کے اذکار سے — سفرنامہ ترکی کا ہے مالا مال
ہیں اعزاز دیں مولوی معنوی — حقائق نما جن کے ہیں قیل وقال
سلامت رہے ترکی کی سرزمیں — زیارات سے جس کا ہے اِتصال

کہو تم طباعت کا مہجورؔ جی
ہے "تاثیر عشق سفرنامہ" سال
2017ء

نتیجہ افکار: سید عارف محمود، مہجورؔ رضوی، گجرات

No.F.5-6/2013-DBNB

GOVERNMENT OF PAKISTAN

NATIONAL HISTORY & LITERARY HERITAGE DIVISION

NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN

Islamabad 03, April, 2019

Subject:- **ACKNOWLEDGE RECEIPT.**

Dear Sir,

I acknowledge with thanks the receipt of the following books/brochures delivered to National Library of Pakistan under Copyright Law:

تعداد کتب	سال اشاعت	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
01	1999	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مقدسہ (تحریر و تصاویر)	-1
01	2000	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ ایران و افغانستان (تحریر و تصاویر)	-2
02	2000	افتخار احمد حافظ قادری	زیارتِ حبیب ﷺ	-3
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	ارشاداتِ مرشد	-4
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	خزانۂ دُرود و سلام	-5
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	دیارِ حبیب ﷺ (تحریر و تصاویر)	-6
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	-7
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	قصائدِ غوثیہ	-8
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرزمینِ انبیاء و اولیاء (تصویری البم)	-9
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات اولیائے پاکستان (تصویری البم)	-10
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	-11
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	-12
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	مقاماتِ مبارکہ آل و اصحابِ رسول ﷺ	-13
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شام (تصویری البم)	-14
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شہر رسول ﷺ (تصویری البم)	-15
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	-16
02	2005	افتخار احمد حافظ قادری	فضیلتِ اہل بیتِ نبوی ﷺ	-17
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مصر (تحریر و تصاویر)	-18
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہ پیر رومی میں (تحریر و تصاویر)	-19

20-	سفرنامہ زیاراتِ مراکش (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
21-	زیارات مدینہ منورہ (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
22-	زیارات ترکی (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
23-	زیارات اولیائے کشمیر (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
24-	گلدستہ دُرود سلام	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
25-	تکمیل الحسنات	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
26-	انوار الحق	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
27-	خزینۂ دُرود و سلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
28-	فرموداتِ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
29-	التفکر والاعتبار	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
30-	70 صیغہ ہائے دُرود و سلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
31-	ورفعنا لک ذکرک (92 صیغہ ہائے دُرود و سلام)	افتخار احمد حافظ قادری	2011	01
32-	زیارات ایران (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2012	01
33-	سفرنامہ زیارت ترکی (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
34-	کتابچہ حضرت دادا برلاس رحمۃ اللہ علیہ	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
35-	ہدیۂ دُرود و سلام	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
36-	سفرنامہ زیاراتِ عراق و اُردن (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
37-	دُرود و سلام کا نادر و انمول انسائیکلوپیڈیا (جلد اول و جلد دوم)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
38-	سدرۃ شریف تا مدینہ منورہ (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
39-	شانِ بتول رضی اللہ عنہا بزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
40-	الصلوات الالفیۃ/صلوات النبویۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2015	01
41-	شانِ علی رضی اللہ عنہ بزبانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
42-	عظائم الصلوات والتسلیمات	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
43-	شانِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بزبانِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
44-	سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
45-	الصلوات الالفیۃ بأسماء خیر البریۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01
46-	سفرنامہ زیاراتِ ازبکستان	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01

01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	شاہِ حبشہ حضرت اصحمۃ النجاشی رضی اللہ عنہ	-47
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارتِ ترکی	-48
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	صلاۃ وسلام برائے زیارت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم	-49
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارت شام	-50
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ	-51
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	الفية الصلوات على فخر الموجودات	-52
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	مناقب والدین مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم	-53
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	حیات انور	-54
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	شہزادیٔ کونین علیہا السلام	-55
01	2019	افتخار احمد حافظ قادری	مومنین کی مائیں	-56

2. These valuable books have been added in the National Library Collection. The readers of the Library will get Knowledge and information from these books. I hope that National Library of Pakistan will receive all forthcoming publications in future.

With regards,

Yours sincerely

3/4/2019

(Muhammad Riaz)
Assistant Director/Delivery of Books &
Newspapers Branch

Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri,
House 999/A-6, Street No.9,
Afshan Colony,
Rawalpindi Cantt.
Cell: 0344-5009536

مختصر تعارف

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی، راولپنڈی

ملازمت

- پاکستان میں موجود غیر ملکی سفارت خانوں (شام، لبنان، قطر، سعودی ملٹری اتاشی) میں تقریباً 20 سال بطور معاون عربی زبان و اکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔
- سعودی عرب (وزارت دفاع، ابواب الروضۃ، تیمورک العربیۃ السعودیۃ) میں تقریباً 10 سال بطور معاون عربی زبان و اکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔

فوجی اعزازات (ایوارڈز)

- سعودی وزارت دفاع، ریاض میں بطور سعودی یونیفارم پرسن خدمات سرانجام دیں اور دوران ملازمت حکومت سعودیہ کی طرف سے 2 فوجی ایوارڈز سے نوازا گیا۔

لسانیات

- پاکستان میں سعودی عرب کے ثقافتی سنٹر "مرکز تعليم اللغة العربية" سے عربی زبان کا دو سالہ کورس مکمل کیا۔
- سفارت خانہ ایران کے زیر انتظام ثقافتی سنٹر خانہ فرہنگ ایران سے فارسی زبان کا ایک سالہ ایڈوانس کورس مکمل کیا۔

زیارت مقدسہ کے اسفار

- وطن عزیز میں موجود زیارت مقدسہ کے علاوہ 11 بلاد اسلامیہ (حجاز مقدس/ شام/ مصر/ مراکش/ ایران/ عراق/ اردن/ لبنان/ افغانستان/ ترکی) میں کئی کئی بار زیارت مقدسہ پر حاضری کے لئے طویل ترین سفر طے کئے اور ان سفروں کے نتیجے میں کئی سفرنامے منظر عام پر آئے۔

تحریری کاوشیں

- الحمدللہ! اب تک 60 کے قریب کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں بلادِ اسلامیہ میں زیارات مقدسہ کے سفرنامے، شخصیات (خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، خلفائے اربعہ، شاہ حبشہ) اور درود و سلام کی کتب سرفہرست ہیں۔

مضامین و مقالات

- روزنامہ نوائے وقت، الاخبار، اوصاف، دی نیشن، مجلہ ضیائے حرم، فیضان سدرۃ، پیغام آشنا، نور الحبیب، کاروان قمر، طلوع مہر اور آئینہ کرم کے علاوہ دیگر کئی رسائل و جرائد میں 100 سے زائد مضامین و مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

عالمی کانفرنسز میں شرکت

- سال 1983 اور سال 1984 میں وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف سے OIC کے زیرِ انتظام دو بین الاقوامی کانفرنسز میں بطور معاون عربی زبان شرکت کی۔
- اکتوبر 2007 میں سرزمین ایران میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ پر منعقدہ عالمی رومی کانفرنس میں راولپنڈی ڈویژن کی طرف سے شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مارچ 2008 میں یونیورسٹی آف سرگودھا میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

روحانی سعادتیں اور اعزازات کا حصول

- ستمبر 1996 میں 2 بار بیت اللہ شریف کے اندر حاضری کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔
- مرکزی مسجد حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں 16 اکتوبر 2001ء نماز فجر کی اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مفتی اعظم عراق حضرت الشیخ السید عبدالکریم بیارہ رحمۃ اللہ علیہ کی 2 بار زیارت کا شرف حاصل ہوا، یہ وہ خوش نصیب شخصیت تھیں جنہیں سال 1932ء میں 2 صحابہ اکرام کے مزارات مبارک کی منتقلی کے موقع پر ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

25/09/2019

التماسِ دُعا
معزز قارئین کرام سے درخواست ہے
کہ حضور پُر نور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی
اُمتِ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندی
درجات کیلئے دُعا فرمائیں اور بالخصوص
مصنف کتاب ہذا اور اُس کے مرحوم والدین
کریمین کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست
ہے۔شکریہ
افتخار احمد حافظ قادری